﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآء﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:80)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد 21 | جمعۃ المبارک 30؍مئی 2014ء — یکم؍شعبان 1435 ہجری قمری ✿ 30؍ہجرت 1393 ہجری شمسی | شمارہ 22

بخشش خدا کا اختیار ہے

حضرت جندبؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ایک آدمی نے کہا اللہ کی قسم فلاں آدمی کو اللہ تعالیٰ نہیں بخشے گا اس پر اللہ نے فرمایا کون ہے جو مجھ پر یہ پابندی لگائے کہ مَیں فلاں کو نہیں بخشوں گا۔ میں نے اسے بخش دیا اور جس شخص نے یہ کہا تھا اس کے اعمال ضائع کر دیئے۔

(صحیح مسلم کتاب البر و الصلہ باب النہی عن تقنیط الانسان حدیث نمبر 4753)

جامعہ احمدیہ یوکے (UK) کی نویں سالانہ کھیلوں کی اختتامی تقریب میں

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بابرکت شمولیت

جس طرح علم حاصل کرنے کے لئے باقاعدگی سے مطالعہ ضروری ہے اسی طرح اپنے جسم کو صحت مند رکھنے کے لئے باقاعدگی سے کسی نہ کسی قسم کی کھیل میں اور ورزش میں شامل ہونا بھی ضروری ہے

آپ لوگوں کا مقصد یہ انعامات لینا نہیں ہے۔ آپ لوگوں کا مقصد اپنے جسم کو صحت مند بنانا ہے تاکہ وہ کام جو آپ کے سپرد ہونے والے ہیں ان کو صحیح طور پر سرانجام دیں

جسم کا حق ادا کرنے کے لئے ایک تو ورزش ضروری ہے دوسرے اپنی زندگی کو regulate کرنا ضروری ہے، اپنی زندگی کو پابند کرنا ضروری ہے

اپنا ایک ایسا timetable بنائیں جس سے آپ کی زندگی مکمل طور پر regulate ہوجائے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا زرّیں نصائح پر مشتمل خطاب

(رپورٹ: فرخ راحیل۔ مربی سلسلہ)

مورخہ یکم تا 03 مئی 2014ء کو جامعہ احمدیہ یوکے کو اپنی نویں سالانہ کھیلیں منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ الحمدللہ۔ کھیلوں کا انعقاد جامعہ احمدیہ کے احاطہ میں ہوا جو انگلستان کی کاؤنٹی سَرے کے ایک خوبصورت قصبہ Haslemere میں واقع ہے۔

جامعہ احمدیہ انگلستان اس لحاظ سے نہایت خوش قسمت ہے کہ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت دوسری بار سالانہ کھیلوں کو رونق بخشی۔ قبل ازیں 2010ء میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پہلی مرتبہ جامعہ احمدیہ یوکے کی سالانہ کھیلوں میں رونق افروز ہوئے تھے جن کا انعقاد اسلام آباد، ٹلفورڈ میں کیا گیا تھا۔ یادرہے کہ 2010ء میں ہی پہلی مرتبہ جامعہ احمدیہ یوکے کی سالانہ کھیلوں میں ’روک دوڑ‘ کا مقابلہ کروایا گیا تھا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تشریف آوری

امسال سالانہ کھیلوں کے اخری روز حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بارہ بجکر پانچ منٹ پر جامعہ احمدیہ تشریف لائے۔ مکرم رفیق احمد حیات صاحب (امیر جماعت احمدیہ انگلستان)، مکرم صاحبزادہ مرزا ناصر انعام احمد صاحب (پرنسپل جامعہ احمدیہ یوکے) اور مکرم حافظ اعجاز احمد طاہر صاحب (ناظم اعلیٰ سالانہ کھیلیں) نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا استقبال کیا۔ بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی قیامگاہ میں تشریف لے گئے۔

جامعہ احمدیہ کی سالانہ کھیلیں جامعہ احمدیہ کی اپنی گراؤنڈز میں ہوئیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی گراؤنڈ میں تشریف آوری کے بعد حضور انور کی اجازت سے مقابلہ ’روک دوڑ‘ کا آغاز ہوا۔ بعدازاں رسہ کشی کا ایک نمائشی میچ جونیئر اور سینئر طلباء کی ٹیموں کے مابین ہوا جسے جونیئر طلباء نے بآسانی جیت لیا۔ اس کے معاً بعد ثابت قدمی کا بھی ایک نمائشی میچ کروایا گیا جس میں عزیز اسلام ہانی نے اوّل اور عزیز ابراہیم احمد نے دوئم پوزیشن حاصل کی۔

بعدازاں اختتامی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزم عبدالمنان نے کی۔ تلاوت کی جانے والی آیت سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 248 تھی جس کا اردو ترجمہ بھی موصوف نے پیش کیا۔ اس کے بعد حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے منظوم کلام ؎

پیٹھ میدانِ وغا میں نہ دکھائے کوئی
منہ پہ یا عشق کا پھر نام نہ لائے کوئی

میں سے عزیزم طاہر خالد نے چند اشعار پیش کئے۔

رپورٹ ناظم اعلیٰ سالانہ کھیلیں

بعدازاں سالانہ کھیلوں کے ناظم اعلیٰ مکرم حافظ اعجاز احمد طاہر صاحب نے درج ذیل رپورٹ پیش کی:

”بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سیدی! اللہ تعالیٰ کے فضل سے جامعہ احمدیہ یوکے کو اپنی نویں سالانہ کھیلیں جامعہ احمدیہ یوکے کے اس خوبصورت احاطہ میں منعقد کرنے کی توفیق عطا ہوئی ہے۔ اور آج اس تقریب کے ساتھ ان کھیلوں کا اختتام ہو رہا ہے۔ الحمدللہ علیٰ ذلک۔

سیدی! سال کے آغاز میں تیار ہونے والے event calender جسے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت منظور فرمایا تھا میں ان سالانہ کھیلوں کی تاریخوں کو معین کر دیا گیا تھا۔ ماہ اپریل کے آغاز میں ان کھیلوں کے انعقاد کے لئے باقاعدہ مختلف شعبہ جات تشکیل دے کر جامعہ احمدیہ کی اساتذۂ کرام کی نگرانی میں طلباء کی ڈیوٹیاں لگائی گئیں۔ کھیلوں کا باقاعدہ آغاز دو روز قبل یکم مئی 2014ء صبح نو بجے افتتاحی تقریب کے ساتھ ہوا۔ اس میں تلاوت اور نظم کے بعد تقریب کے مہمان خصوصی محترم عبدالماجد طاہر صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن نے طلباء کو ہر میدان میں دعا پیش نظر رکھنے کی تلقین کی اور بتایا کہ مقبول دعاؤں کے حصول کا سب سے بڑا ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں خلافت کی نعمت کی صورت میں عطا فرما رکھا ہے۔ اس سلسلہ میں انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بعض دعا کی قبولیت کے واقعات بھی طلباء کو بتائے۔ ان نصائح کے بعد مہمان خصوصی نے دعا کے ساتھ ان کھیلوں کا باقاعدہ افتتاح فرمایا۔ اس افتتاحی تقریب کے معاً بعد کھیلوں کا آغاز ہوا۔

گزشتہ تین روز میں فٹبال، باسکٹ بال، والی بال، رسہ کشی، ٹیبل ٹینس، بیڈمنٹن اور athletics کے اجتماعی اور انفرادی مقابلہ جات کروائے گئے۔ بیڈمنٹن کے مقابلہ جات کے لئے Farnham Sports Centre میں تین گھنٹے کے لئے دو courts بک کروائے گئے تھے جن میں بیڈمنٹن کے singles اور doubles مقابلہ جات کروائے گئے۔ اجتماعی اور انفرادی کھیلوں کے تمام

باقی صفحہ 10 پر ملاحظہ فرمائیں

ولادت باسعادت

احباب جماعت احمدیہ عالمگیر کے لئے یہ خبر یقیناً بے حد باعث خوشی وصد مسرت ہوگی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل اور رحم کے ساتھ ہمارے محبوب امام حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور حضرت سیدہ امتہ السبوح بیگم صاحبہ مدظلہا کو 18/مئی 2014ء بروز اتوار دوسرے پوتے سے نوازا ہے۔ عزیز نومولود جس کا نام حضور انور ایدہ اللہ نے 'مرزا معاذ احمد' رکھا ہے مکرم صاحبزادہ مرزا وقاص احمد سلمہ اللہ اور محترمہ صاحبزادی ھبۃ الرؤوف سلمہا اللہ کا دوسرا بچہ اور مکرم ڈاکٹر سید تاثیر مجتبیٰ صاحب اور محترمہ سیدہ امتہ الرؤوف صاحبہ کا دوسرا نواسہ ہے۔

ادارہ الفضل انٹرنیشنل اپنی طرف سے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور حضرت بیگم صاحبہ مدّ ظلہا العالی، مکرم صاحبزادہ مرزا وقاص احمد سلمہ اللہ اور آپ کی اہلیہ محترمہ ھبۃ الرؤوف سلمہا اللہ، مکرمہ صاحبزادی امتہ الوارث فرح سلمہا اللہ، مکرم فاتح احمد خان ڈاہری صاحب اور اسی طرح مکرم ڈاکٹر سید تاثیر مجتبیٰ صاحب اور آپ کے اہل خانہ اور جملہ افراد خاندان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو دلی مبارکباد پیش کرتے ہوئے دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیزم مرزا معاذ احمد کو صحت و سلامتی والی، دین و دنیا کی لازوال سعادتوں سے مالا مال فرمائے اور اپنی بے انتہا رحمتوں اور فضلوں سے معمور لمبی زندگی عطا فرمائے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی اپنی اولاد کے حق میں کی گئی تمام دعاؤں کا وارث بنائے۔ آمین

یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

کر ان کو نیک قسمت دے ان کو دین و دولت   کر ان کی خود حفاظت ہو ان پہ تیری رحمت
دے رُشد اور ہدایت اور عمر اور عزت   یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

اے میرے بندہ پرور کر ان کو نیک اختر   رتبہ میں ہوں یہ برتر اور بخش تاج و افسر
تو ہے ہمارا رہبر تیرا نہیں ہے ہمسر   یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

شیطاں سے دور رکھیو اپنے حضور رکھیو   جاں پُر زِنور رکھیو دل پُر سرور رکھیو
ان پر میں تیرے قرباں رحمت ضرور رکھیو   یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

اے میرے دل کے پیارے اے مہرباں ہمارے   کر ان کے نام روشن جیسے کہ ہیں ستارے
یہ فضل کر کہ ہوویں نیکو گہر یہ سارے   یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

اہلِ وقار ہوویں فخرِ دیار ہوویں   حق پر نثار ہوویں مولا کے یار ہوویں
بابرگ و بار ہوویں اک سے ہزار ہوویں   یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

بقیہ: ارشاد حضرت مصلح موعودؓ از صفحہ نمبر 4

ہدایت کی کوئی راہ نہیں رہتی۔ اگر کہا جائے کہ انسان تفسیر کرتے ہیں تو ان کی تفسیروں میں اتنا اختلاف ہوتا ہے کہ ایک ایک تفسیر میں بیس بیس متضاد خیالات بیان کئے ہوئے ہوتے ہیں۔ کلام الٰہی تو یقین اور وثوق کے لئے آتا ہے امور مذہبی میں بھی اگر شک اور شبہ ہی باقی رہا تو نجات کہاں سے حاصل ہوگی۔

امّت محمدیہ سے مامور:

پھر ہمیں لوگوں سے یہ اختلاف ہے کہ وہ تو یہ سمجھتے ہیں کہ اس وقت اصلاح کے لئے موسوی سلسلہ کے مسیح کو آسمان سے نازل کیا جائے گا اور ہم کہتے ہیں کہ باہر سے کسی آدمی کے منگوانے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہوتی ہے جب کہ آپؐ ہی کے شاگرد اور آپؐ ہی سے فیض یافتہ انسان امّت کی اصلاح کا کام کر سکتے ہیں تو باہر سے کسی آدمی کے لانے کی کیا ضرورت ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ اب کسی ایسے آدمی کے آنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ دین اور مذہب کامل ہو چکا ہے اب اس قسم کے مامور کی ضرورت نہیں جو امّت محمدیہ سے نہ ہو۔

ضرورت مصلح:

پھر ہمیں ان لوگوں سے یہ بھی اختلاف ہے کہ ہم ایمان رکھتے ہیں کہ مامور کے آنے کی غرض محض شریعت کا لانا نہیں ہوتا بلکہ جیسا کہ بتایا گیا ہے کلام الٰہی کی صحیح تفسیر اور یقین اور وثوق کا پیدا کرنا ہوتا ہے اور اپنے نمونہ سے لوگوں کی اصلاح کرنا اس کا کام ہوتا ہے۔ شریعت کے حاصل ہو جانے سے یہ ضرورت پوری نہیں ہو جاتی۔ صرف اس صورت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قسم کے مامور کی ضرورت باطل ہو سکتی ہے جبکہ امّت محمدیہؐ میں کسی قسم کا فساد پیدا ہی نہ ہوتا لیکن ذرا بھی کوئی شخص آنکھ کھول کر دیکھے تو چاروں طرف اس کو فساد ہی فساد نظر آئے گا۔ پھر کیسے تعجب بلکہ حماقت کی بات ہے کہ لوگ کہتے ہیں رسول کریمؐ کے بعد بیماری تو ہوگی لیکن آپؐ کے بعد کوئی طبیب نہیں ہوگا۔ اگر بیماری ہوگی تو طبیب بھی ضرور ہوگا۔ اگر طبیب نہیں آتا تو بیماری بھی نہیں ہونی چاہئے۔ مگر مسلمانوں کی مذہبی، اخلاقی اور روحانی کمزوری تو اب اندھوں کو بھی نظر آ رہی ہے۔

معارف قرآن کریم:

پھر ہمارا ان لوگوں سے یہ اختلاف ہے کہ ہم یقین رکھتے ہیں قرآن شریف اپنے معارف اور مطالب ہمیشہ ظاہر کرتا رہتا ہے مگر ہمارے مخالف یہ کہتے ہیں کہ سب معارف پچھلے لوگوں پر ختم ہو گئے اب یہ کلام نعوذُ باللہ ایسی ہڈی کی طرح ہے جس سے سارا گوشت نوچ لیا گیا ہو۔ تعجب ہے دنیا کے پردے پر تو نئے علوم نکلیں مگر خدا کے کلام سے کوئی نیا نکتہ نہ نکلے۔

خدا تعالیٰ دعائیں سنتا ہے:

پھر ہمارا یہ اختلاف ہے کہ ہم لوگ اس بات پر یقین اور وثوق رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کی دعائیں سنتا ہے مگر یہ لوگ ان باتوں کی ہنسی اڑاتے ہیں۔

نشانات:

پھر ہم لوگ یہ یقین رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ان شرائط کے ساتھ اپنی قدرت کے نشانات اب بھی ظاہر کرتا ہے جو قرآن شریف میں اس نے بتائی ہیں لیکن ہمارے مخالفین کے دو گروہ ہیں۔ ایک تو وہ ہے جو کہتا ہے کہ اس تعلیم کے زمانہ میں ایسی باتیں مت کرو۔ اور دوسرا گروہ وہ ہے جو کہتا ہے خدا تعالیٰ کی قدرت نمائی تبھی ہو سکتی ہے جب کہ وہ اپنے مقرر کردہ قوانین کو بھی توڑ دے اور اپنی سنّت کے خلاف کرے۔ اس وجہ سے وہ ایسی باتیں دنیا میں دیکھنی چاہتے ہیں جن کی نسبت خود خدا فرماتا ہے کہ مَیں ایسا نہیں کرتا۔ وہ لوگ عالم کہتے ہوئے اس قسم کی باتیں کرتے ہیں کہ چونکہ خدا قادر ہے اس لئے وہ جھوٹ بول سکتا ہے (نعوذ باللہ) حالانکہ وہ نہیں سمجھتے کہ جھوٹ بولنا تو کمزوری کی علامت ہے۔ یہ ان کے نزدیک قدرت کی عجیب دلیل ہے کہ چونکہ وہ کمزور ہے اس لئے وہ قادر نہیں۔

اسلام کی ترقی:

اسی طرح ہمارا ان لوگوں سے یہ اختلاف ہے کہ یہ لوگ اپنی نادانی سے یہ خیال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو چھوڑ دیا ہے اور اسلام کو بھلا دیا ہے اور اس لئے ان کو ترقی کرنے کے لئے ایسی کوشش کی ضرورت ہے جس میں شریعت اور اس کی ہدایت کی کوئی پرواہ نہیں ہونی چاہئے۔ لیکن ہم لوگ اس بات کا یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہی پہلے اسلام کو قائم کیا اور اب بھی وہی قائم کرے گا اور ہم اس کے وعدوں کی وجہ سے مایوس نہیں۔

بعث مابعد الموت:

ہمارا ان لوگوں سے یہ اختلاف ہے کہ ہم بعث ما بعد الموت کے متعلق یہ یقین رکھتے ہیں کہ اس زندگی میں انسان نئی طاقتوں کے ساتھ مبعوث کیا جاتا ہے۔ وہ اسی روح میں سے اور اسی انسان کے بعض ذرّات میں سے نشو ونما پا کر اس حالت کو حاصل کرتا ہے لیکن یہی ذرّات اور یہی جسم وہاں نہیں جاتا۔ لیکن ہمارے مخالف کہتے ہیں کہ ہم اس عقیدہ کی وجہ سے حشر اجساد کے قائل نہیں۔

جنت کی نعمتیں:

ہم یہ یقین رکھتے ہیں کہ جنت کی نعمتیں بعینہٖ اسی رنگ میں ظاہر ہوں گی جس رنگ میں قرآن کریم میں بیان ہوئی ہیں۔ لیکن ہم ساتھ ہی یہ بھی یقین رکھتے ہیں کہ وہاں کا عالم ہی اَور ہے اس لئے جس مادے کی چیزیں یہاں ہیں اس مادے کی چیزیں وہاں نہیں ہوں گی۔ مگر ہمارے مخالف کہتے ہیں کہ اس عقیدہ کی وجہ سے ہم جنت کے منکر ہو گئے۔

دوزخ:

ہم یہ یقین رکھتے ہیں کہ دوزخ ایک آگ ہے لیکن ہم ساتھ ہی یہ بھی یقین رکھتے ہیں کہ وہ اس دنیا کی آگ کی قسم سے نہیں بلکہ وہ اس آگ سے کئی باتوں میں ممتاز ہے۔ وہ اپنی سختی میں اس سے بہت زیادہ ہے اور وہ انسان کے قلب کو صاف کر سکتی ہے مگر یہ آگ قلب کو صاف نہیں کرتی۔ ہمارے مخالف کہتے ہیں ہم اس عقیدہ کی وجہ سے دوزخ کے منکر ہو گئے ہیں۔

ابدی عذاب:

ہمارا یہ یقین ہے کہ آخر اپنی سزاؤں کو بھگت کر خدا تعالیٰ کی نعمتوں کو پانے کی قابلیت حاصل کر کے انسان دوزخ میں سے نکالے جا کر جنت میں داخل کئے جائیں گے اور سب کے سب آخر خدا تعالیٰ کی نعمت کے وارث ہو جائیں گے۔ ہمارے مخالف کہتے ہیں اس کی وجہ سے ہم ابدی عذاب کے منکر ہو گئے ہیں۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ خدا کی رحمت کو چھوڑ کر ان کے ابدی عذاب کو کیا کریں۔

قرآن کریم کی تفسیر:

یہ تو اصولی باتیں ہیں جن میں ہمیں دوسرے لوگوں سے اختلاف ہے۔ قرآن کریم کی آیات کی تفسیر میں انہیں اصول کے ماتحت پھر ایک وسیع خلیج ہمارے اور اُن کے درمیان واقع ہو جاتی ہے۔ وہ اپنی تنگ حوصلگی کے ماتحت قرآن کریم کے معنے کرتے ہیں لیکن ہم قرآن کریم کو الہام کی روشنی میں دیکھتے ہیں۔''

(الفضل مورخہ 14/مئی 1925ء)

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر300

مکرم مصطفیٰ ابواللیف صاحب (1)

میرا تعلق مصر کے ضلع ''سوہاج'' سے ہے جہاں میری پیدائش 1960ء میں ہوئی۔ میرے والدین صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے لیکن شاید مجھے ایسا کرنے کی ترغیب نہ دلائی گئی اس لئے بچپن سے جوانی تلک میری دینی معلومات سکول میں پڑھائے جانے والی اسلامیات کی کتاب تک ہی محدود رہیں اور یوں میں بےفکری اور دین سے عدم توجہی کے خیالات کے زیراثر پروان چڑھا۔

اسلامی جماعتوں سے پرہیز کی وجہ

سابق مصری صدر جمال عبدالناصر کی وفات کے بعد مصر میں بہت سی ایسی اسلامی جماعتوں کا نفوذ ہوا جن کا اصل ہدف سیاست میں آکر حکمرانی کی سیٹ پر پہنچنا تھا۔ اس مقصد کے حصول کے لئے انہوں نے خیانت، بدزبانی، شدت پسندی اور دہشت گردی جیسے حربے استعمال کرنے سے بھی دریغ نہ کیا۔ 1980ء میں یہ جماعتیں خوب زوروشور سے سرگرمِ عمل تھیں۔ میری طبیعت شروع سے ہی امن وسلامتی اور سکون واطمینان کی متلاشی تھی اس لئے میرے لئے ان جماعتوں میں کوئی دلچسپی کا سامان نہ تھا۔

مرزا غلام احمد قادیانی

1982ء میں میری تقرری تعلیم کے شعبہ میں ہوئی، وہاں میرا تعارف نعمان نامی ایک شخص سے ہوا جو دینی خیالات رکھنے کے علاوہ مذہبی کتب ورسائل کے بھی باقاعدہ مطالعہ کا عادی تھا۔ ہماری دوستی ہوگئی اور ایک دوسرے کے گھر آنا جانا بھی شروع ہوگیا۔ ایک روز میں اسکے گھر گیا تو وہاں پر کتابوں کا ایک ڈھیر پڑا ہوا تھا، میں نے ان کتابوں کے ڈھیر سے محمد رشید رضا کی تفسیر المنار کی ایک جلد اٹھائی اور مطالعہ شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر تک پڑھنے کے بعد ہی مجھے احساس ہوا کہ یہ کافی حدتک معقول تفسیر ہے۔ میں نے اپنے دوست سے اس تفسیر کی تمام جلدیں مستعار لیں اور گھر آکر مطالعہ شروع کر دیا۔ سورۃ آل عمران اور النساء کی وفاتِ مسیحؑ سے متعلقہ آیات کی تفسیر کے دوران رشید رضا صاحب نے لکھا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نامی ایک شخص نے ہندوستان میں مسیح موعود اور امام مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے، اسکا دعویٰ یہ ہے کہ مسیح علیہ السلام توفوت ہوگئے ہیں اور اسے خدا تعالیٰ نے اس امت کے لئے مثیل مسیح بنا کر بھیجا ہے۔ نہ جانے کیوں بے اختیاری کے عالم میں میں نے مرزا غلام احمد قادیانی کے نیچے اپنے پین سے لکیر کھینچ دی اور بات آئی گئی ہوگئی۔

تکفیری جماعت سے نکلنے کی داستان

ان دنوں مجھے دینی کتب کے مطالعہ کا بہت شوق ہو گیا تھا۔ دینی کتب کے مطالعہ کے ذریعہ تمام جماعتوں پر نظر کرنے کے بعد میں ''جماعۃ المسلمین'' کے نام سے معروف ایک تکفیری جماعت میں شامل ہوگیا۔ میں نے اسکے بانی ''شکری مصطفیٰ'' کی تمام کتب پڑھ ڈالیں۔ اس وقت میرے مطالعہ کے مطابق اس کے علاوہ اور کوئی جماعت عقل ومنطق اور تحقیق وتمحیص کی داعی نہ تھی۔ لیکن جیسا کہ وقت کے ساتھ ساتھ ایسی جماعتوں کے طرزفکر میں تبدیلی آتی جاتی ہے اور سیاست میں دخل اندازی وحکمرانی کی خواہش کی وجہ سے مختلف حکومتوں کے ساتھ انکی اَن بن شروع ہوجاتی ہے، ایسا ہی اس تکفیری جماعت کے ساتھ ہوا۔ اوراس جماعت کے رکن ہونے کی وجہ سے مجھے ایک سال تک قید وبند کی صعوبت بھی برداشت کرنی پڑی جس کے بعد 2002ء میں میں نہ صرف اس جماعت سے بلکہ تمام دینی جماعتوں علیحدہ ہوکرعزلت و خلوت کی زندگی گزارنے لگا۔

وفات مسیح پر یقین

2004ء میں میری تبدیلی دوسرے علاقے کے ایک مدرسے میں ہوگئی۔ کچھ عرصہ کے بعد میرے دیرینہ دوست مکرم معروف صابر صاحب کی تبدیلی بھی میرے مدرسہ میں ہی ہوگئی۔ ہم قدیمی دوست تھے اور تکفیری جماعت میں بھی ایک ساتھ رہے تھے۔ یہاں پر دوبارہ اکٹھے ہونے کے بعد ایک دفعہ پھر ہمارا دینی موضوعات پر تبادلہ خیال شروع ہوگیا۔ ایک روز وفات عیسی بن مریم بھی زیرِ بحث آیا۔ صابر صاحب نے اس بارہ میں میری رائے پوچھی تو میں نے مروجہ سوچ کے مطابق کہا کہ وہ آسمان پر زندہ بیٹھے ہیں اور آخری زمانے میں نزول فرمائیں گے۔ میری بات سن کر صابر معروف صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بارہ میں بعض قرآنی آیات کا تذکرہ شروع کر دیا۔ ان آیات پر غور کرنے کے بعد وفات مسیح علیہ السلام پر ایمان کے سوا کوئی چارہ نہ رہا۔ میں نے کہا کہ اگر قرآن کریم ان کی وفات ثابت کرتا ہے تو پھر یہی حق ہے۔

پھر ہم نے قتل مرتد کے بارہ میں گفتگو شروع کی تو وہ بھی میرے مروجہ خیال کے مخالف نکلا۔ معروف صابر صاحب نے جب قرآن وحدیث سے اسکے خلاف دلائل دیئے تو میں نے یہ بات بھی مان لی۔ اسی طرح ہماری کئی موضوعات پر بات ہوتی رہی۔ شروع سے ہی میرا اصول یہ تھا اور ابھی تک ہے کہ پہلے میں بات کرنے والی کی گفتگو غور سے سنتا ہوں اور پھر سوچنے سمجھنے کے بعد اسکا جواب دیتا ہوں۔ لہذا صابر صاحب کی باتیں سننے اور ان کے بارہ میں سوچنے کے بعد میرا یہی جواب ہوتا تھا کہ میری سوچ غلط تھی اور جو کچھ صابر صاحب نے قرآن وحدیث کی رو سے بیان کیا ہے وہی درست ہے۔

اسلامی اصول کی فلاسفی۔ سحرانگیز کتاب

ایک روز صابر صاحب تشریف لائے اور انکے ہاتھ میں **فلسفة تعاليم الإسلام** (اسلامی اصول کی فلاسفی کا عربی ترجمہ) تھی۔ میں نے ان سے یہ کتاب لے لی اور گھر میں آکر اسکا مطالعہ شروع کر دیا۔ اسکے مطالعہ کے دوران مؤلف کے ساحرانہ اسلوب کو دیکھ کر میں حیرت واستعجاب کی تصویر بن کر رہ گیا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں نے بہت سی دینی کتب پڑھی ہیں لیکن کسی کتاب کا طرزتحریر اور مضمون ایسا ساحرانہ نہ تھا۔ جب میں نے اسکے سرورق پر مؤلف کا نام مرزا غلام احمد القادیانی الامام المہدی والمسیح الموعود پڑھا تو میں نے کہا کہ یہ تو امام مہدی ہونے کا دعویدار ہے۔ اب میرے دل ودماغ میں ایک ہی سوال گردش کر رہا تھا کہ: کیا یہ شخص اپنے دعویٰ میں سچا ہے؟ جب میں کتاب کے مضمون کو ذہن میں لاتا تو یہ کہتا کہ یہ کسی عام عالم دین کا کلام نہیں ہوسکتا، بلکہ بڑے بڑے علماء بھی اس طریق پر بات نہیں کر سکتے پھر کیا اللہ تعالیٰ نے جھوٹوں پر یہ کرم کیا ہے کہ تا وہ اس سحرانگیز اسلوب سے اسلامی تعلیمات کی فلاسفی بیان کریں؟!!

وفات مسیحؑ اور شیخ رشید رضا

اسلامی اصول کی فلاسفی کے مضامین اور اسکے مؤلف کے بارہ میں غور کے دوران یکایک میرے ذہن میں یہ بات بجلی کی طرح کوندگئی کہ میں نے اسکے مؤلف کا نام پہلے بھی کہیں پڑھا یا سنا ہے۔ ذہن پر زور دینے سے مجھے یاد آگیا کہ میں نے رشید رضا کی تفسیر المنار میں یہ نام پڑھا تھا۔ میں نے فوراً تفسیر المنار اٹھائی اور سورۃ النساء کی تفسیر میں اس نام کو ڈھونڈ نکالا۔ اس تفسیر میں عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر اوران کے رفع اِلی السماء کے عقیدہ کی تردید میں دلائل کا ذکر کرنے کے بعد شیخ رشید رضا نے یہ سوال اٹھایا کہ دشمنوں کے چنگل سے نجات کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہاں گئے؟ اس سوال کے جواب کیلئے انہوں نے ایک علیحدہ عنوان باندھا جو یہ تھا: ''**القول بهجرة المسيح إلى الهند وموته في بلدة سري نكر في كشمير**''، یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی ہندوستان کی طرف ہجرت اور سرینگر کشمیر میں ان کی وفات۔ اس عنوان کے تحت شیخ رشید رضا نے ہجرت مسیح اور کشمیر میں محلّہ خانیار میں آپ کی قبر ہونے کے بارہ میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کا قول نقل کیا ہے۔ پھر آیت کریمہ: ﴿وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً وَآوَيْنَاهُمَا إِلَىٰ رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ (مومنون: 51) کی آپؑ کی بیان فرمودہ تفسیر بھی درج کی ہے۔ شیخ رشید رضا کے بیان سے واضح ہوتا ہے کہ جوتفسیر انہوں نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے حوالے سے نقل کی ہے وہ خود بھی اس کے قائل ہیں۔ بلکہ اس کے بعد قرآن کریم سے اس تفسیر کی صداقت پر انہوں نے مزید دلائل درج کئے اور نہ صرف اس رائے کی مخالفت میں کوئی اور رائے نقل نہیں کی بلکہ آخر پر یہ مشہور جملہ لکھا: **ففراره إلى الهند وموته في ذلك البلد ليس ببعيد عقلاً ولا نقلاً**۔ یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی ہندوستان کی طرف ہجرت اور پھر اس ملک میں آپ کی وفات عقل ونقل کی رو سے بعید از قیاس نہیں ہے۔ (از تفسیر المنار، تفسیر سورۃ النساء آیت160)

یہ پڑھ کر مجھے احساس ہوا کہ شیخ رشید رضا اس نہایت حساس اور اہم مسئلہ میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی رائے سے مکمل اتفاق کرتے ہیں۔ رشید رضا کی یہ رائے بہت وزن رکھتی تھی۔ لیکن اس رائے کے باوجود شیخ رشید رضا نے دوسرے مقامات پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف بہت کچھ لکھا تھا اور انہیں کاذب ومفتری قرار دیا۔ اسے پڑھ کر میں حیرت میں ڈوب گیا۔ میں نے کہا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جسے علم صحیح سے آگاہ فرمائے اور اسے اسلامی تعلیمات کو نہایت خوبصورت پیرائے میں بیان کرنے کا اسلوب بھی عطا فرمائے وہ شخص کاذب اور مفتری ہو؟ نیز میں اسلامی اصول کی فلاسفی پڑھنے کے بعد یہ تسلیم کرنے سے قاصر تھا کہ اسکا مؤلف جھوٹا اور فریب کار ہوسکتا ہے۔

احمدیت سے تعارف اور خواہشِ بیعت

ان فکروں کے جھرمٹ میں مَیں اسلامی اصول کی فلاسفی پڑھتا رہا اور کتاب ختم کرنے کے بعد صبح ہونے کا بڑی بےصبری سے انتظار کرنے لگا۔ صبح ہونے پر میں مکرم صابر معروف صاحب سے ملا اور امام مہدی کے بارہ میں تفصیل سے بتانے کا کہا۔ صابر صاحب نے مجھے اپنے ایم ٹی اے سے متعارف ہونے اور پھر انہوں نے اپنی بیعت کرنے کی ساری داستان بھی سنادی۔ میں نے ان سے جماعت کی بعض اور کتب مانگیں، جن کے مطالعہ کے بعد میری تسلی ہوگئی اور میں نے بھی بیعت کی خواہش کا اظہار کردیا۔

رؤیا کے ذریعہ تسلی

اس فیصلہ کے فوراً بعد اللہ تعالیٰ نے رؤیا کے ذریعہ بھی میری تسلی کا سامان کر دیا۔ میں نے دیکھا کہ میں ایک لوہے کے مضبوط ڈبے میں ہوں جو ہرطرف سے بند ہے اور ہوا کی رفتار سے بھی تیز چل رہا ہے۔ میں اس میں انقباض محسوس کرتا ہوں۔ پھر اچانک یہ ڈبہ ٹوٹ کر ہوا میں بکھر جاتا ہے اور اسکے لوہے کی سلاخیں اور زنجیریں ٹوٹ کر گرجاتی ہیں اور مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔

اس رؤیا سے میں یہی سمجھا کہ قبول احمدیت سے اللہ تعالیٰ نے مجھے آہنی قیود سے خلاصی بخشی ہے۔

اس رؤیا کے بعد میں نے بیعت فارم پر کر کے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہاتھ پر امام مہدی علیہ السلام کی بیعت کرلی۔

بیعت کا دن میری لئے روحانی پیدائش کا دن تھا۔ میں نے جب اپنی اہلیہ کے سامنے جماعت کا ذکر کیا تو اسکے ردّعمل سے مجھے یوں لگا جیسے وہ پہلے ہی تیار بیٹھی تھی۔ لیکن اسکی بیماری اسکے بیعت کرنے میں آڑے آگئی اور یوں میں نے اکیلے ہی 2008ء کے شروع میں بیعت کی۔

سچے امام مہدی کی ہر بات سچی ہے

بیعت کے وقت بعض مسائل کے بارہ میں میرا مطالعہ کافی نہ تھا اور ان کی صحیح طور پر سمجھ نہ آئی تھی۔ لیکن اس وقت جب مجھ سے ایک احمدی دوست نے پوچھا کہ کیا آپ کے ذہن میں کوئی سوال یا شبہ ہے تو میں نے اسکو یہی جواب دیا کہ جس کی میں نے بیعت کی ہے اگر وہ سچا امام مہدی اور مسیح موعود ہے تو پھر جو دینی مفاہیم وہ لے کر آیا ہے وہ درست ہیں اور اگر کوئی چیز مجھے غلط دکھائی دیتی ہے یا کسی چیز کے بارہ میں شبہ پیدا ہوتا ہے تو اسکا یہ مطلب بہرحال نہیں ہے کہ وہ مفہوم غلط ہے بلکہ اسکا مطلب یہ ہے کہ مجھے صحیح طور پر اسکی سمجھ نہیں آئی۔ اور اسکے لئے مجھے امام الزمان کی کتب کو بغور پڑھنا چاہئے۔ یوں ان کتب کے مطالعہ سے میرا ایمان ویقین بڑھتا چلا گیا۔

خلافت سے جڑنے کی تمنا پوری ہوگئی

میں نے جب سے اسلامی موضوعات پر کتب کا مطالعہ شروع کیا تھا اس وقت سے مختلف کتب میں خلافت اور اس کی برکات کے بارہ میں بہت کچھ پڑھا تھا نیز یہ کہ خلافت نبوت کی قائمقام ہے۔ ان موضوعات کو پڑھ کر میرے دل میں بھی یہ خواہش پیدا ہوتی تھی کہ کاش دوبارہ خلافت قائم ہو جائے اور ہمیں خلافت کا زمانہ پھر سے مل جائے۔ اب بیعت کے بعد خدا تعالیٰ نے میری ہر تمنا پوری کردی ہے، اور میں خدا تعالیٰ کے اس فضل پر شاکر وحامد ہوں۔

(باقی آئندہ)

جماعت احمدیہ کے عقائد

(تحریر حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ)

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ہمارے عقائد جن کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک مختصر سا نقشہ ہمارے مذہب کا ذہن میں کھینچ سکتا ہے یہ ہے:

اللہ تعالیٰ:

ہم اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہے اور ایک ہے۔ وہ ان تمام صفات سے متصف ہے جو قرآن کریم میں بیان کی گئی ہیں۔

ملائکۃ اللہ:

ہم اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ ملائکہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں اور انسانوں سے علیحدہ موجود ہیں۔ خیالی یا وہمی وجود نہیں ہیں بلکہ حقیقتاً وہ ایسی ہستیاں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے مادی اسباب کی آخری کڑی کے طور پر مقرر فرمایا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کے لئے عالم مخلوقات میں ایک ایسی حرکت پیدا کرتے ہیں جو مختلف مدارج طے کرنے کے بعد وہ نتائج پیدا کردیتی ہیں جن کو ہم اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھتے ہیں۔

کلام الٰہی:

ہم اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے کلام نازل کیا کرتا ہے۔ اور جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے (جس کی حد بندی کرنے کی ہم کوئی وجہ نہیں پاتے خواہ لاکھوں اور کروڑوں خواہ اربوں سال ہوں) تبھی سے خدا تعالیٰ اپنے خاص خاص بندوں سے دنیا کی راہنمائی کے لئے کلام کرتا چلا آیا ہے۔ اب بھی کرتا ہے اور آئندہ کرتا رہے گا۔

قرآن کریم:

ہم یہ بھی یقین رکھتے ہیں کہ کلام الٰہی کئی اقسام کا ہے۔ ایک قسم شریعت یعنی ایسا کلام جو شریعت کا حامل ہوتا ہے اور ایک قسم تفسیر اور ہدایت ہوتی ہے یعنی کلام شریعت کی تفسیر اس کے ذریعہ سے کی جاتی ہے اور اس کے سچے معنے بتائے جاتے ہیں اور لوگوں کو حقیقی راستہ کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے خواہ وہ اس کلام کے حامل کے ذریعہ سے دنیا کو بتایا گیا ہو اور خواہ وہ اس سے پہلے کسی حامل کلام کے ذریعہ دنیا کو بتایا گیا ہو۔ اور ایک قسم الہام کی یہ ہے کہ اس کی غرض وثوق اور یقین دلانا ہوتی ہے۔ پھر ایک قسم الہام کی یہ ہے کہ اس میں اظہار محبت مدّنظر ہوتا ہے۔ اور ایک قسم الہام کی یہ ہے کہ اس میں تنبیہہ مدّنظر ہوتی ہے اور اس قسم کا کلام کافروں اور مشرکوں پر بھی نازل ہوجاتا ہے۔ ہمارا یہ یقین ہے کہ کلام شریعت اس دنیا کے لئے قرآن کریم پر ختم ہوگیا ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم:

ہمارا اس بات پر ایمان ہے کہ حاملین شریعت کی آخری کڑی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور قرآن کریم کے بعد کوئی شرعی کتاب خدا کی طرف سے نازل نہیں ہوسکتی اور نہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی مبعوث ہوسکتا ہے جو کوئی نیا حکم شریعت لائے یا کسی مٹے ہوئے حکم کو نئے طور پر دنیا میں قائم کرے۔ یعنی نہ تو یہ ہوسکتا ہے کہ شریعت میں کوئی زیادتی کرے اور نہ یہ ہوسکتا ہے کہ پچھلے کلام کا کوئی حکم جو منسوخ ہوچکا ہو کسی نئے نبی کے ذریعہ سے قائم ہو۔

انبیاء علیہم السلام:

پھر ہم یقین کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ وقتاً فوقتاً دنیا کی ہدایت کے لئے بعض انسانوں کو جو اس کے کلام کے حامل ہونے کی قابلیت رکھتے ہیں اور جو لوگوں کے لئے نمونہ بننے کی طاقت رکھتے ہیں اپنے کلام سے مشرف کرکے دنیا کی ہدایت کے لئے مامور کرتا رہا ہے جو کہ کبھی تو کلام شریعت لے کر دنیا میں آئے ہیں اور کبھی صرف ہدایت ہی لے کر آتے ہیں خود ان پر کوئی ایسا کلام نازل نہیں ہوتا جس میں کوئی نیا حکم ہو۔

غیر شرعی نبی:

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ دوسری قسم کے نبی جو شریعت نہیں لاتے اور صرف پہلی شریعت کی تفسیر اور تشریح کرنے کے لئے نازل ہوتے ہیں وہ ایسے زمانہ میں نازل ہوتے ہیں جبکہ اختلافات، روحانیت سے بُعد، خدا تعالیٰ سے دُوری، تقویٰ کی کمی اور نیکی کا فقدان کلام شریعت کے صحیح معنے کرنے کی قابلیت اس وقت کے لوگوں سے مٹا دیتا ہے اور اگر کسی امر میں لوگ معنے دریافت بھی کرلیں تو اس قدر اختلاف آراء ہوچکا ہوتا ہے کہ کسی شخص کو یقین اور تسلّی نہیں ہوسکتی کہ یہ معنے درست ہیں۔ اور جب کہ خدا تعالیٰ کی طاقت اور قدرت لوگوں کی نظر سے بالکل مخفی ہوجاتی ہے اس کا وجود قصوں اور روایتوں میں محدود ہوجاتا ہے اور اس کے تازہ بتازہ جلوے دنیا میں نہیں آتے اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسا نبی بھیجا جاتا ہے جو کلام الٰہی کی صحیح تفسیر جو اس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے لوگوں تک پہنچا دیتا ہے اور تازہ نشانات کے ساتھ خدا تعالیٰ کے جلوے کو ظاہر کرتا ہے جس سے وراثتی ایمان جو درحقیقت ایک کوڑی کے برابر حقیقت نہیں رکھتا یقین اور وثوق کا مقام حاصل کرلیتا ہے۔

انبیاء علیہم السلام کا آنا:

ہمارا یہ یقین ہے کہ امّت کی اصلاح اور درستی کے لئے ہر ضرورت کے موقع پر اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء بھیجتا رہے گا۔ اور ہم یہ بھی مانتے ہیں کہ قرآن کریم اور احادیث میں اس زمانہ کی نسبت خصوصیت کے ساتھ یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ اس وقت جب کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کو جو صفحات کاغذ پر تو موجود ہوگی لیکن لوگوں کے قلوب پر سے مفقود ہوجائے گی اور بلحاظ ایمان اور یقین کے وہ ثریا پر چلی جاوے گی۔ آپؐ ہی کی امّت میں سے ایک ایسا شخص ظاہر ہوگا جو پھر قرآن کریم کی حقیقت لوگوں پر ظاہر کرے گا اور ان کی ایمانوں کو تازہ کرے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام:

ہمارا یہ یقین ہے کہ وہ شخص موعود ظاہر ہوچکا ہے اور ان کا نام مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہے۔ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی ہدایت اور آپؐ سے پہلے انبیاء کی پیشگوئیوں کے مطابق یہ یقین رکھتے ہیں کہ آپ مسیح موعود تھے جن کے ذریعہ خدا تعالیٰ عیسائیت کے فتنہ کو پاش پاش کرے گا۔ اور آپ مہدی موعود تھے جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی اصلاح کرنی ہے اور آپ کرشن اور دوسرے بزرگ جو مختلف اقوام میں آئے ہیں ان کے مثیل تھے جن ناموں کے ذریعہ آپ نے ان قوموں کو اسلام کی طرف لانا ہے آپ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے تکمیل اشاعت کا کام کرنا ہے اور وہ کررہا ہے۔

مامور کا ماننا:

ہمارا یہ یقین ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے اس پر ایمان لانا اور اس کا ساتھ دینا اور اس کی جماعت میں داخل ہونا ضروری ہے ورنہ وہ غرض وغایت ہی مفقود ہوجاتی ہے جس کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور آیا کرتے ہیں۔ اگر خدا تعالیٰ کے مامور کی جماعت میں داخل ہونا ضروری نہ ہوتو جیسا قرآن سے ظاہر ہے کہ نبی کی مخالفت اس وقت کے بڑے لوگوں کی طرف سے ضروری ہے کسی کو کیا ضرورت ہے کہ وہ ایک غیر ضروری کام کے لئے ساری دنیا کی مخالفت سہیڑے۔ تبھی ایک جماعت اس مقصد کو لے کر کھڑی ہوسکتی ہے کہ وہ اس مامور کی تائید کرے گی اور اس کے کام کو دنیا میں پھیلائے گی جب کہ وہ سمجھتی ہو کہ بغیر اس کے ہم خدا تعالیٰ کی رضاء کو حاصل نہیں کرسکتے۔ پس وہ دنیا کی اشد ترین مخالفت کو جس سے بڑھ کر اور مخالفت نہیں ہوتی خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے برداشت کرنے کے لئے تیار ہوجاتی ہے۔

دعا:

ہم یہ یقین رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ دعاؤں کو قبول کرتا ہے۔

جزاء وسزا:

ہم یہ یقین رکھتے ہیں کہ ہر انسان جب مرجاتا ہے اس کے اعمال کے مطابق اس کے ساتھ سلوک کیا جاتا ہے اس عرصہ میں جس کو قبر کا زمانہ کہتے ہیں مگر جس سے مراد مٹی کی قبر نہیں بلکہ اس سے مراد وہ خاص مقام ہے جس میں مُردوں کی ارواح رکھی جاتی ہیں۔ اور اس وقت بھی جزا وسزا ملے گی جب یہ قبر کا زمانہ ختم ہوجائے گا اور حشر کبیر کا زمانہ شروع ہوجائے گا۔

رحمت الٰہی:

ہمارا یہ یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سب صفات کے ساتھ اپنا اثر ظاہر کرتی ہے اور اس کی رحمت عظیم کے ماتحت آخر ایک دن ایسا آئے کہ تمام کے تمام بنی نوع انسان خواہ کیسی ہی بدی اور بدکاری اور کیسے ہی فسق اور کفر میں شرک یا دہریت میں مبتلا ہوں ان کو اس کی رحمت اپنے اندر سمیٹ لے گی اور بالآخر وہ بات جو انسان کی پیدائش کے وقت خدا تعالیٰ نے ان سے کہی پوری ہوجائے گی یعنی وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ۔ تمام کے تمام اس کے عبد بندے اور اس کے عبادت گزار ہوجائیں گے۔ ہر شخص اپنے درجے کے مطابق بدلہ پائے گا۔ نہ کسی کی کوئی نیکی ضائع ہوگی اور نہ کسی کی بدی ضائع ہوگی۔ نادان ہے جو یہ سمجھتا ہے کہ آخر میں جب دوزخ کے سلسلہ کو مٹا دیا جائے گا تو پھر سزا کاہے کی ہوئی۔ دنیا میں روزانہ لوگوں کو سزا ملتی ہے پھر وہ چھُٹ جاتے ہیں مگر وہ سزا ہی کہلاتی ہے۔ دوزخ کی سزا تو اپنے زمانے کی وسعت میں اتنی ہے کہ اس کا خیال کرکے بھی دل کانپ جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو قرآن کریم میں اَبَد کے لفظ سے ذکر کرتا ہے یعنی ہمیشہ گویا اس کو یوں سمجھنا چاہئے کہ وہ نہ ختم ہونے والی ہوگی تو کون شخص ایسا ہے جو اتنی لمبی سزا برداشت کرسکے۔ پھر اس سے زیادہ کیا سزا ہوسکتی ہے کہ ایک خدا تعالیٰ کا نافرمان اس وقت جب کہ اس کے بھائی قرب الٰہی کے میدان میں دوڑ رہے ہوں گے اور آناً فاناً روحانیت میں ترقی کررہے ہوں گے وہ اپنی گناہ آلود روح دوزخ کی آگ میں جلا کر صاف کررہا ہوگا کسی گھوڑ دوڑ کے سوار سے پوچھو کہ اس کو دوڑتے وقت روک لیا جائے اور بعد میں چھوڑا جائے تو اس کو کتنا صدمہ پہنچتا ہے۔

رؤیت الٰہی:

ہمارا یہ یقین اور وثوق ہے کہ انسانی روح ترقی کرتے کرتے ایسے درجے کو حاصل کرے گی جب کہ اس کی طاقتیں موجودہ طاقتوں کی نسبت اتنی زیادہ ہوں گی کہ اسے ایک نیا وجود کہا جاسکتا ہے۔ لیکن چونکہ وہ اسی روح کی نشوونما ہوگی اس لئے اس کا نام یہی ہوگا جو اس کو اب اس دنیا میں حاصل ہے۔ اس وقت روح اس قابل ہوجائے گی کہ اللہ کے ایسے جلوے کو دیکھے اور ایسی رؤیت اس کو حاصل ہو کہ باوجود اس کے کہ وہ حقیقی رؤیت نہ ہوگی مگر پھر بھی اس دنیا کے مقابلہ میں رؤیت اور یہ دنیا اس کے مقابلہ میں حجاب کہلانے کی مستحق ہوگی۔

نبوت اور کلام کا سلسلہ جاری ہے:

ہمیں لوگوں سے یہ اختلاف ہے کہ لوگ سمجھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے صرف یہودیوں میں نبوت کا سلسلہ مخصوص کیا ہوا ہے اور باوجود قرآن شریف کی متعدد آیات کی موجودگی کے وہ باقی تمام قوموں کو خدا اور اس کے نبیوں سے محروم رکھتے ہیں۔ پھر ہمیں ان لوگوں سے یہ اختلاف ہے کہ ان کا خیال ہے کہ خدا تعالیٰ نے رسول کریم ...... کے بعد ہر قسم کے کلام کو روک دیا ہے حالانکہ کلام شریعت کے سوا کسی قسم کا کلام رکنے کی کوئی وجہ نہیں۔ کلام شریعت کے کامل ہوجانے سے کلام ہدایت اور کلام تفسیر کی ضرورت معدوم نہیں ہوجاتی بلکہ اس کی ضرورت اَور بھی بڑھ جاتی ہے کیونکہ اگر کلام شریعت آسکتا ہے تو پھر کسی پچھلے کلام شریعت کے مخفی ہوجانے میں چنداں حرج نہیں لیکن اگر کلام شریعت آنا بند ہوجائے تو اس کی تفسیر کی بہت زیادہ ضرورت ہوتی ہے ورنہ

باقی صفحہ 2 پر ملاحظہ فرمائیں

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.
Contact: Anas A.Khan, John Thompson,
Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) & David Wilson.
Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

خطبہ جمعہ

جماعت احمدیہ کا ماٹو: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰه

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے ہی دنیا میں پھر توحید قائم ہوئی۔ یہی ایک چیز ہے جو اسلام کا لب لباب ہے اور جس کا ہر کامل موحد میں پایا جانا ضروری ہے۔

جس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سمجھ لیا اس نے خدا تعالیٰ کو سمجھ لیا اور جس نے خدا تعالیٰ کو سمجھ لیا اس نے سب کچھ ہی سمجھ لیا

جب تک انسان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں محو نہ ہو جائے توحید کامل کو نہیں سمجھ سکتا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہی اس زمانے کے لوگوں کو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا جلوہ دکھایا

اس زمانے میں اس توحید کا حقیقی ادراک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حاصل ہوا ہے اور یہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں محو ہونے کی وجہ سے آپ کو ملا ہے۔

ہماری جماعت کا فرض ہے کہ وہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے ماٹو کو ہر وقت اپنے سامنے رکھیں

اسلام کی حسین تعلیم کا خلاصہ نیز اس امر کا بیان کہ اللہ تعالیٰ کی توحید کیا ہے اور یہ کہ تمام نیکیوں کی بنیاد توحید ہی ہے اور اس کا حصول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات میں محو ہوئے بغیر ممکن نہیں

صرف اور صرف ایک درد ہے کہ توحید کا قیام ہو جائے تا کہ دنیا تباہی سے بچ جائے۔

”محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں“

اسلام محبت پیار حسن سلوک اور دوسروں کے جذبات کا خیال رکھنے کی تعلیم دیتا ہے۔ ہمیں دنیا کے ہر انسان سے محبت ہے

دنیاداروں سے ہماری محبت اور ہمدردی دنیاداری کی خاطر نہیں ہے۔

اگر احمدیوں کو ”محبت سب سے“ کا صحیح ادراک حاصل کرنا ہے تو ہمیں اپنے آقا اور محسن انسانیت سے اس کے طریق سیکھنے ہیں اور یہ ہم تبھی کر سکتے ہیں جب خود اپنی توحید کے معیاروں کو بھی ماپیں۔

یہ پیش نظر رہے کہ ہم نے خدا تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے خدمت انسانیت کرنی ہے

جو ہیومینٹی فرسٹ کی شاخیں ہیں ان کے کارکنوں اور انتظامیہ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آپ کے کام میں برکت اسی وقت پڑے گی جب خدا تعالیٰ سے تعلق کو مضبوط کریں گے اور اپنے کام کو اللہ تعالیٰ کے فضل کو حاصل کرنے والا بنانے کی کوشش کریں گے اور اپنے کاموں کو دعاؤں سے شروع کریں گے۔

جن کو دنیا کافر کہتی ہے وہی توحید کے حقیقی علمبردار ہیں

مکرم صدیق اکبر رحمان صاحب کی وفات۔ ان کا ذکر خیر اور نمازِ جنازہ حاضر

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 09 رمئی 2014ء بمطابق 09 ہجرت 1393 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

”محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں“۔ یہ نعرہ ہم خاص طور پر غیروں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ ہم یہ نعرہ اس بات کے جواب میں یا اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے لگاتے ہیں کہ جماعت احمدیہ مسلمہ یا اس کے افراد دوسروں کے لئے بغض و کینہ رکھتے ہیں یا دوسروں کو اپنے سے بہتر نہیں سمجھتے۔ یا غیر مسلموں کی اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے ہم یہ آواز بلند کرتے ہیں کہ اسلام محبت پیار حسن سلوک اور دوسروں کے جذبات کا خیال نہ رکھنے کی تعلیم دیتا ہے۔ اس لئے ان کی یہ بات ہی غلط ہے کہ اسلام ظلم و تعدی اور بربریت کا مذہب ہے یا پھر ہم یہ نعرہ بلند کرتے ہیں کہ ہم آپس میں نفرتوں کی دیواروں کو گرا کر پیار اور محبت سے رہتے ہیں اور رہنا چاہتے ہیں۔

پس اگر ہم کسی بھی قسم کی خدمت انسانیت کرتے ہیں، ہم اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں تو یہ بھی اسی وجہ سے ہے کہ ہمیں دنیا کے ہر انسان سے محبت ہے اور ہم ہر ایک کے دل سے نفرتوں کے بیج ختم کر کے محبت اور پیار کے پودے لگانا چاہتے ہیں۔ یہ سب کیوں ہے؟ اس لئے کہ ہمیں ہمارے آقا و مطاع حضرت محمد رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سکھایا ہے۔ یہ سب اس لئے ہے کہ ہم نے اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو راتوں کو دنیا کی ہمدردی اور محبت میں تڑپتے دیکھا ہے اور اس حد تک تڑپتے اور بے چین ہوتے اور سجدوں میں روتے دیکھا ہے کہ اس تڑپ کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرما کر قیامت تک آنے والے انسانوں کے لئے، ان انسانوں کے لئے جو بغض و کینے سے پاک ہوں بطور ثبوت محفوظ فرما دیا تا کہ آئندہ آنے والے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرنے سے پہلے اس تڑپ پر غور کریں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہونے والے جو مسلمان کہلاتے ہیں اس اسوہ حسنہ پر چلنے کی کوشش کرنے والے بنیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا (الکھف :7) پس کیا تو شدت غم کے باعث ان کے پیچھے اپنی جان کو ہلاک کر دے گا اگر وہ اس بات پر ایمان نہ لائیں۔ یہ جن کا ذکر کیا گیا ہے وہ کس بات پر ایمان نہیں لاتے؟ اس بات پر کہ شرک نہ کرو، خدا کا بیٹا نہ بناؤ۔ جب ان کو کہا جاتا ہے تو اس پر ایمان نہیں لاتے۔ شرک ایک ایسا گناہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ اسے معاف نہیں کرتا۔ پس یہ ہمدردی اور محبت ہے ہر انسان سے حتیٰ کہ مشرک کے ساتھ بھی کہ اسے سیدھے راستے پر لانے کے لئے جہاں عملی کوشش کی جائے وہاں اس کے لئے دعا بھی کی جائے۔

پس اگر احمدیوں کو ''محبت سب سے'' کا صحیح ادراک حاصل کرنا ہے تو ہمیں اپنے آقا اور محسن انسانیت سے اس کے طریق سیکھنے ہیں اور یہ ہم تبھی کر سکتے ہیں جب خود اپنی توحید کے معیاروں کو بھی ماپیں۔ پھر ہم دیکھتے ہیں محبت اور ہمدردی کے جذبات کی ایک اور مثال کہ جب قوم کی طرف سے ظلم و تعدی کی انتہا ہوتی ہے تو تباہی کی دعائیں نہیں کیں بلکہ یہ دعا کی کہ اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے۔ یہ نہیں جانتے کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں ان کے فائدے کے لئے ہے۔ جب دوسرے قبیلے تنگ کرتے ہیں اور بددعا کے لئے کہا جاتا ہے تو تب بھی ایک موقع پر آپ نے یہی ہاتھ اٹھائے۔ لوگ سمجھے کہ بددعا ہوئی اور قبیلہ تباہ ہوا۔ آپ نے کہا کہ اے اللہ دوس قبیلے کو ہدایت دے۔ (صحیح البخاری کتاب الجھاد والسیر باب الدعا للمشرکین بالھدیٰ لیتألفھم حدیث 2937)

پس محبت صرف اپنوں کے لئے اور ہمدردی صرف اپنوں سے ہی نہیں بلکہ دوسروں سے بھی محبت اور ہمدردی کے وہی معیار ہیں۔ صرف اور صرف ایک درد ہے کہ توحید کا قیام ہو جائے تا کہ دنیا تباہی سے بچ جائے۔ آج بھی دنیا میں ہزاروں قسم کا شرک پھیل چکا ہے اور نہ صرف شرک بلکہ خدا کے وجود سے ہی دنیا کا ایک بڑا حصہ انکاری ہے۔ پس خدا تعالیٰ کی حکومت قائم کرنے کے لئے اور توحید کے قیام کے لئے ہمیں بھی اس چیز کو اپنانے کی ضرورت ہے جس کا سبق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نمونے سے ہمیں دیا ہے۔ ہمیں صرف اس بات پر خوش نہیں ہو جانا چاہئے کہ ایک نعرہ ہم نے لگا لیا جسے دنیا پسند کرتی ہے اور اس بات پر مختلف جگہوں پر ہماری واہ واہ ہو جاتی ہے۔ ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ نعرہ ایک ذریعہ ہے اس وسیع تر مقصد کے حصول کے لئے جس کی خاطر انسان کی پیدائش ہوئی ہے۔ پس ہمارے انسانی ہمدردی کے کام، محبت کا پرچار اور اظہار اور عمل اور نفرت سے دوری اور نفرت سے صرف دوری ہی نہیں کرنی بلکہ نفرت سے ہمیں نفرت بھی اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل کرنے کے لئے ہے، اس کی توحید کے قیام کے لئے ہے۔ اگر ہمیں نفرت ہے تو کسی شخص سے نفرت نہیں بلکہ شیطانی عمل سے نفرت ہے اور ہونی چاہئے۔ شیطانی عمل کرنے والوں سے بھی ہمیں ہمدردی ہے اور اس ہمدردی کا تقاضا ہے کہ ہم انہیں اس گند سے باہر لائیں تا کہ انہیں خدا تعالیٰ کے عذاب سے بچائیں۔ دنیا داروں سے ہماری محبت اور ہمدردی دنیا داری کی خاطر نہیں ہے۔ ہم اپنے دلوں سے دنیا داروں کی نفرت ختم کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو کچھ حاصل کرنے کے لئے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی محبت کو حاصل کرنے کے لئے، توحید کے قیام کے لئے، توحید کو اپنے دلوں میں پہلے سے بڑھ کر بسانے اور راسخ کرنے کے لئے کرتے ہیں۔

پس ہمیں چاہئے کہ دنیا کی نظر میں پسندیدہ بننے کے لئے صرف نعرے نہ لگائیں یا اظہار نہ کریں بلکہ اپنے مقصد کے حصول کے لئے یہ نعرہ لگائیں۔ اس زمانے میں ہم وہ خوش قسمت جماعت ہیں جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کی محبت کے حصول کے لئے، ہمدردیٔ خلق اور محبت کے اصول اپنانے کے لئے چنا ہے اور آپ نے ہمیں وہ اصول سکھائے اور تعلیم دی۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

''دین کے دو ہی کامل حصے ہیں۔ ایک خدا سے محبت کرنا اور ایک بنی نوع سے اس قدر محبت کرنا کہ ان کی مصیبت کو اپنی مصیبت سمجھ لینا اور ان کے لئے دعا کرنا'' (نسیم دعوت، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 464)

پھر آپ فرماتے ہیں:

''یہ طریق اچھا نہیں کہ صرف مخالفتِ مذہب کی وجہ سے کسی کو دکھ دیں۔''

(لیکچر لدھیانہ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 281)

ایک مجلس میں آپ نے فرمایا کہ

''میرا تو یہ مذہب ہے کہ دشمن کے ساتھ بھی حد سے زیادہ سختی نہ کرو۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ تم کسی کو اپنا ذاتی دشمن نہ سمجھو اور اس کینہ توزی کی عادت کو بالکل ترک کرو۔'' (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 440 مطبوعہ ربوہ)

یہاں پہلے جو فرمایا کہ ''دشمن کے ساتھ بھی حد سے زیادہ سختی نہ کرو''۔ اس سے یہ خیال آ سکتا ہے کہ جب نفرت کسی سے نہیں تو دشمنی کیسی۔ اس کا جواب بھی فرما دیا کہ جو مذہب کی وجہ سے دشمن ہیں، جو خود دشمنی میں بڑھے ہوئے ہیں تم ان کو ذاتی دشمن نہ سمجھو۔ تمہارے دل میں دشمنی ہے یا نہیں۔ جو بھی تمہارے سے دشمنی کرنے والے ہیں ان کی اصلاح کی کوشش تو کرو لیکن ذاتی دشمن بنا کر یا ذاتی دشمنی کا دل میں خیال لا کر پھر کینہ توزی کی عادت نہ ڈالو۔

نفرتوں کو دور کرنے کے بارے میں نصیحت فرماتے ہوئے آپ نے فرمایا:

''نوع انسان پر شفقت اور اس کی ہمدردی کرنا بہت بڑی عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے یہ ایک زبردست ذریعہ ہے۔'' (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 438 مطبوعہ ربوہ)

فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بغیر لحاظ مذہب وملت کے تم لوگوں سے ہمدردی کرو۔ بھوکوں کو کھلاؤ۔ غلاموں کو آزاد کرو۔ قرضہ داروں کے قرض دو۔ زیرباروں کے بار اٹھاؤ اور بنی نوع سے سچی ہمدردی کا حق ادا کرو۔'' (نور القرآن نمبر 2 روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 434)

پھر ایک موقع پر فرمایا کہ

''میں کبھی ایسے لوگوں کی باتیں پسند نہیں کرتا جو ہمدردی کو صرف اپنی قوم تک محدود کرنا چاہتے ہیں...... میں تمہیں بار بار نصیحت کرتا ہوں کہ تم ہرگز ہرگز اپنی ہمدردی کے دائرہ کو محدود نہ کرو۔''

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 217 مطبوعہ ربوہ)

پھر فرمایا: ''تم مخلوقِ خدا سے ایسی ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ کہ گویا تم ان کے حقیقی رشتہ دار ہو جیسا کہ مائیں اپنے بچوں سے پیش آتی ہیں...... جو ماں کی طرح طبعی جوش سے نیکی کرتا ہے وہ کبھی خودنمائی نہیں کر سکتا''۔ (کشتی نوح روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 30)۔ (دکھاوے کے لئے نیکی نہیں کر سکتا۔)

پس دوسروں سے ہمدردی اور محبت کے یہ معیار ہیں اور یہ اس لئے کہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے، اس کے رسول کا حکم ہے۔ قرآن کریم میں ہمیں اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے۔

پس ہمدردیٔ خلق کے بارے میں اسلام کی یہ کیسی خوبصورت تعلیم ہے۔ کیا اس تعلیم کے دینے والے خدا کو چھوڑ کر اور اس زمانے کے فرستادے کو چھوڑ کر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آیا ہم کہیں اور جا کر یہ معیار حاصل کر سکتے ہیں؟ کبھی نہیں کر سکتے۔ پس ہر ایک کے لئے ہماری جو محبت ہے یا نفرت کسی سے نہیں جو ہے یہ ایک آخری مقصد نہیں ہے بلکہ خدا کی رضا حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ اس کو ہمیشہ ہمیں سامنے رکھنا چاہئے اور اسی کے لئے کوشش کرنی چاہئے۔

کچھ عرصہ ہوا مجھے احساس ہوا کہ خدمت انسانیت کے لئے ہیومینٹی فرسٹ کے نام سے جو ہمارا ادارہ ہے اس کے کام کرنیوالوں اور شاید انتظامیہ کو یہ خیال ہو گیا ہے کہ دین سے بالکل اپنے آپ کو علیحدہ کرنا ہے اور اگر علیحدہ کر کے خدمت کریں تو شاید ہماری دنیا میں زیادہ آؤ بھگت ہو گی۔ تو میں نے یہاں مرکزی انتظامیہ کو کہا کہ آپ کی اہمیت اس لئے ہے کہ دین سے جڑے ہوئے ہیں۔ جماعت کا کہیں نہ کہیں نام آتا ہے۔ اگر کہیں حسب ضرورت جماعت کا نام بھی استعمال کرنا پڑے تو لینے میں کوئی حرج نہیں۔ یہ پیش نظر رہے کہ ہم نے خدا تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے خدمت انسانیت کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ بندوں کے حقوق ادا کرو اس لئے ہم نے خدمت انسانیت کرنی ہے اور اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے تعلق اور اپنی عبادتوں کی حفاظت کی بھی ضرورت ہے۔ بغیر اس کے خدمت انسانیت کا بھی کوئی فائدہ نہیں۔ انہیں تو یہ بات سمجھ آ گئی لیکن باقی ممالک میں جو ہیومینٹی فرسٹ کی شاخیں ہیں ان کے کارکنوں اور انتظامیہ کو جن میں الا ماشاء اللہ تقریباً سارے احمدی ہی ہیں، یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آپ کے کام میں برکت اسی وقت پڑے گی جب خدا تعالیٰ سے تعلق کو مضبوط کریں گے اور اپنے کام کو اللہ تعالیٰ کے فضل کو حاصل کرنے والا بنانے کی کوشش کریں گے اور اپنے کاموں کو دعاؤں سے شروع کریں گے۔ اس کے بغیر ہمارے کسی کام میں برکت نہیں پڑ سکتی، چاہے کوئی اپنی عقل سے منصوبہ بندی کرتا رہے۔ بہرحال یہ بات کہنی بھی ضروری تھی اور آج میں نے اسی ضمن میں بات کی ہے کیونکہ میں سوچ رہا تھا کہ کبھی ہیومینٹی فرسٹ کی انتظامیہ کو توجہ دلانے کے لئے کہوں گا، اس کا ذکر کروں گا تو چاہے ضمناً کہہ لیں یا اس تعلق میں کہہ لیں۔ بہرحال اس کا ذکر کرنا ضروری ہے اور اسی لئے مَیں نے یہ بات بیان کی ہے۔

اب میں ''محبت سب کے لئے'' کے نعرے کی بات جو میں کر رہا تھا اس کی طرف آتا ہوں۔ اور یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ بے شک خدمت خلق اور ہمدردیٔ خلق اور محبت پھیلانے اور دشمنیاں ختم کرنے کی نیکی ایک بہت بڑی نیکی ہے لیکن صرف یہی نہیں سمجھنا چاہئے کہ یہ نعرہ ہماری زندگی کا مقصد ہے۔ اگر ہمیں یہ خیال آ جائے کہ اگر ہم نے یہ کر لیا تو سب کچھ پا لیا۔ لیکن جیسا کہ پہلے بھی میں بتا آیا ہوں کہ یہ نعرہ اس مقصد کے حصول کا ایک حصہ ہے۔ اس منزل کی طرف بڑھنے کا ایک قدم ہے جس کو حاصل کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تھے اور آپ کی غلامی میں اس زمانے میں اس کے حصول کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ اور وہ مقصد ہے خدا تعالیٰ کی وحدانیت کا صحیح

ادراک پیدا کرنا، خدا تعالیٰ کے بتائے ہوئے تمام احکامات پر چلنے کی کوشش کرنا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو اپنا مطمحِ نظر اور مقصد بنانا اور اس کے حصول کے لئے مقدور بھر کوشش کرنا کیونکہ یہی چیز ہے جس سے ہر قسم کے اعلیٰ اخلاق اور نیکیوں کے حصول کو ممکن بنایا جاسکتا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں بھی علماء کی ایک بحث مضامین کی صورت میں چلی جو الفضل میں شائع ہوتے رہے یا بعض بزرگوں نے اس بارے میں اپنا اپنا نقطہ پیش کیا کہ جماعت کا ماٹو یا مطمحِ نظر کیا ہونا چاہئے؟ اس پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جماعت کو جو ماٹو دیا یا جس طرف توجہ دلائی وہ ایسا ہے جس سے دین بھی مضبوط ہوتا ہے، ایمان بھی مضبوط ہوتا ہے، حقوق اللہ کی ادائیگی بھی ہوتی ہے اور حقوق العباد کی ادائیگی بھی ہوتی ہے۔ دو بزرگوں میں سے ایک نے کہا کہ ہماری جماعت کا مطمحِ نظر فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ (البقرة:149) ہونا چاہئے۔ دوسرے نے کہا کہ ہمارا ماٹو یا مطمحِ نظر ''میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا'' ہونا چاہئے۔ حضرت مصلح موعود نے فرمایا کہ کوئی نہ کوئی مطمحِ نظر ضرور ہونا چاہئے۔ دنیا میں جتنی تنظیمیں ہیں اور انجمنیں ہیں جب قائم ہوتی ہیں تو اپنا اپنا کوئی نہ کوئی مطمحِ نظر رکھتی ہیں اور اگر سنجیدہ اور امانت کا حق ادا کرنے والی ہیں تو اس کے حصول کے لئے سنجیدگی سے کوشش بھی کرتی ہیں تا کہ اپنے آپ کو دوسروں سے ممتاز کرسکیں۔ دنیا میں اخلاقی ترقی کو بھی مطمحِ نظر بنانے کا نعرہ لگایا جاتا ہے۔ تعلیمی ترقی کو بھی مطمحِ نظر بنانے کا نعرہ لگایا جاتا ہے۔ اگر کسی جگہ عوام کے یا کسی کے حقوق غصب ہو رہے ہیں تو سیاسی تنظیمیں آزادی کو اپنا ماٹو بنا لیتی ہیں، اس کے لئے کوشش کرتی ہیں اور نعرے لگاتی ہیں۔ اگر کسی جگہ کوئی اور صورت ہے تو اس کو اپنا مطمحِ نظر بنایا جاتا ہے۔ بہرحال مطمحِ نظر کا بنیادی مقصد یہ ہوتا ہے کہ ہم نے اس بات کو دنیا میں قائم کرنا ہے اور اپنی جماعت کے سامنے بھی ہر وقت اسے موجود رکھنا ہے، دنیا میں بھی قائم کرنا ہے اور اپنے سامنے بھی موجود رکھنا ہے۔ اس دنیا میں ہزاروں قسم کی نیکیاں ہیں اگر کسی ایک نیکی کو چن لیا جائے تو بظاہر ایک اچھی بات ہے، مطمحِ نظر ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ باقی قسم کی نیکیوں کی ضرورت نہیں رہتی۔ بلکہ ضرورت اور سہولت کو سامنے رکھتے ہوئے ان نیکیوں میں سے کسی ایک نیکی کو مطمحِ نظر بنایا جاتا ہے۔

بہرحال کوئی بھی اچھا ماٹو کوئی اپنے لئے مقرر کرے وہ اس کے لئے نیکی ہے۔ آپ نے یہ وضاحت فرمائی کہ بعض ماٹو ایسے ہوتے ہیں جن کا آپس میں اشتراک ہوتا ہے مثلاً یہ کہ ''خدا کی اطاعت کرو'' اور یہ ماٹو کہ ''نیکیوں میں ترقی کرو'' یہ آپس میں لازم وملزوم ہیں کیونکہ خدا کی اطاعت کے بغیر نیکیوں کا حصول ناممکن ہے اور اسی طرح جو نیک نہیں وہ خدا کا مطیع نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح یہ ماٹو کہ ''میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا'' اور یہ کہ ''میں نیکیوں میں سبقت لے جانے کی کوشش کروں گا''، دونوں آپس میں مشابہ ہیں۔ دونوں ایک دوسرے کے اندر آ جاتے ہیں۔ پس ساری نیکیاں ہی اچھی ہیں اور ہمیں انہیں اپنانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ (ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 560 تا 562 خطبہ جمعہ فرمودہ 28 اگست 1936ء)

لیکن جب ماٹو کے بارے میں سوال اٹھے تو پھر اسی طرف توجہ رکھ کر اسی طرف اپنی توجہ محدود کر کے بعض لوگ اپنی نیکیوں کو بالکل ہی محدود کر دیتے ہیں یا اسی کو سب کچھ سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ جیسے ہمارے نوجوانوں میں یا بعض اور لوگوں میں بھی (لوگ) اپنی دینی حالت کو تو بھول گئے ہیں لیکن صرف دنیا دکھاوے کے لئے ''محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں'' کا نعرہ بہت زیادہ لگانے لگ گئے ہیں۔ ٹھیک ہے اگر اسلام کی تعلیم کا پرچار اگر کرنا ہے، نیک نیت ہے تو یہ نعرہ بہت اچھا ہے لیکن ہمارا صرف یہی مقصد نہیں جیسا کہ میں نے کہا بلکہ ہمارے مقصد بہت وسیع ہیں۔ اسی طرح ہمدردیٔ خلق اگر کرنی ہے تو صرف ہمدردیٔ خلق ہی کچھ چیز نہیں ہے اگر اللہ تعالیٰ کی یاد دلوں سے غائب ہو رہی ہے تو پھر اس کا بھی کوئی فائدہ نہیں۔

حضرت مصلح موعود نے لکھا ہے کہ میں نے جب یہ مضمون پڑھے تو مجھے ایک یہودی کا قصہ یاد آ گیا کہ جب اس نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے باتیں کرتے ہوئے دورانِ گفتگو کہا کہ ہمیں آپ لوگوں سے یعنی مسلمانوں سے بہت زیادہ حسد ہوتی ہے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ حسد کی کیا وجہ ہے؟ یہ کس لئے ہوتی ہے؟ تو یہودی کہنے لگا کہ اس بات کا حسد ہے کہ اسلام میں ایک خاص خوبی ہے کہ دنیا کی کوئی بات ایسی نہیں جو اسلام کے احکامات میں موجود نہ ہو۔ قرآن کریم میں موجود نہ ہو۔ ذاتی نوعیت سے لے کر بین الاقوامی نوعیت تک تمام احکام اور مسائل اور ان کا حل اس میں موجود ہے۔ یہ چیز ایسی ہے جو ہم میں حسد پیدا کرتی ہے۔

پس اگر ہم میں سے ہر ایک اس بات کو سامنے رکھے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کی کسی ایک بات کو بطور ماٹو چننا درست نہیں پس بے شک ''فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَات'' ایک عمدہ ماٹو ہے اسی طرح ''میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا'' بھی عمدہ ہے۔ قرآن کریم میں بھی اس طرف اشارہ فرمایا ہے جیسا کہ آیت بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى (الأعلى:17-18) یعنی نادان لوگ دنیا کو دین پر مقدم کرتے ہیں حالانکہ آخرت یعنی دین کی زندگی کا نتیجہ دنیوی زندگی سے اعلیٰ اور دیرپا ہے۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 562 تا 563 خطبہ جمعہ فرمودہ 28 اگست 1936ء)

اکثر ہم جمعہ پر سورۃ میں یہی آیت پڑھتے ہیں اور اس کے علاوہ بھی بے شمار تعلیم قرآن کریم نے دی ہے۔ پس قرآن کریم کی وہ کون سی تعلیم ہے جو ماٹو نہ بن سکے، جو مطمحِ نظر نہ بن سکے۔ جس پر نظر ڈالیں اور اس پر غور کریں تو وہ دل کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔

اس تمہید کے بعد پھر آپ نے یہ فرمایا کہ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا زمانہ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ کا مصداق تھا۔ کوئی خرابی ایسی نہ تھی جو اس زمانہ میں پیدا نہ ہوگئی ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظل ہیں، اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ بھی اس زمانے کا ظل ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ آج بھی تمام قسم کی خرابیاں اپنے کمال کو پہنچی ہوئی ہیں۔ اس لئے آج مذہب کی بھی ضرورت ہے۔ اخلاق کی تمام اقسام کی بھی ضرورت ہے۔ دنیا کی ہر خوبی اور ترقی کی بھی ضرورت ہے۔ جہاں لوگوں کے دلوں سے ایمان اٹھ گیا ہے وہاں اخلاق فاضلہ بھی اٹھ گئے ہیں اور حقیقی دنیوی ترقی بھی مٹ گئی ہے کیونکہ اس وقت جسے لوگ ترقی کہتے ہیں وہ نفسانیت کا ایک مظاہرہ ہے۔ چاہے وہ ذاتی طور پر ہو یا بین الاقوامی طور پر دیکھ لیں کیونکہ اس وقت جسے لوگ ترقی کہتے ہیں وہ صرف اپنی ذات کے لئے مفاد ہے۔ وہ دنیا کی ترقی نہیں کہلاسکتی کیونکہ اس سے دنیا کا ایک حصہ فائدہ اٹھا رہا ہے اور دوسرے کو غلام بنایا جا رہا ہے۔ چاہے وہ سیاسی غلامی ہو یا معاشی اور اقتصادی غلامی ہو کسی نہ کسی صورت میں ایک حصہ غلام بن رہا ہے اور ان کے لئے بہرحال یہ ترقی نہیں ہے اور جو ترقی کر رہے ہیں ان کے بھی اپنے مفادات ہیں، نفسانیت ہے جس کو وہ ترقی کا نام دیتے ہیں۔

پس ایسے وقت میں یہ کہنا کہ فلاں آیت کو مطمحِ نظر بناؤ اور فلاں کو چھوڑ دو یہ غلط ہے بلکہ قرآن کریم کی ہر آیت ہی ہمارا مطمحِ نظر اور نصب العین ہے اور ہونا چاہئے۔ پس ہمارا ماٹو تو تمام قرآن کریم ہی ہے لیکن اگر کسی دوسرے ماٹو کی ضرورت ہے تو حضرت مصلح موعود نے فرمایا کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے مقرر کر دیا اور وہ ہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰه۔ اور یہ تمام قرآن کریم کا خلاصہ ہے۔

حقیقت بھی یہی ہے کہ تمام تعلیمیں اور تمام اعلیٰ مقاصد توحید سے ہی تعلق رکھتے ہیں۔ اسی طرح بندوں کے آپس کے تعلقات اور بندے کے خدا تعالیٰ سے تعلقات یہ بھی توحید کے اندر آ جاتے ہیں۔ اور توحید ایسی چیز ہے جو بغیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کے ظاہر نہیں ہوسکتی۔ اس لئے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے ساتھ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰه لگا دیا گیا ہے کہ حقیقی معبود کی تلاش یا خدا تعالیٰ کو اگر دیکھنا ہے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد سے دیکھو۔ گویا آپ ہی وہ عینک ہیں جس سے معبود حقیقی نظر آ سکتا ہے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد لی جائے تو الحمد سے لے کر الناس تک ہر جگہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا مضمون نظر آئے گا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود مبارک ہی ہے جن کے آنے سے دنیا میں توحید حقیقی قائم ہوئی ورنہ اس سے پہلے بعض لوگوں نے حضرت عزیر کو بعض نے حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا بنایا ہوا تھا۔ بعض لوگ ملائکہ کو معبود بنائے بیٹھے تھے۔ ایسے وقت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی ہر قسم کے فسادوں کو دور فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی توحید کے قیام کے لئے کھڑا کیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے ہی دنیا میں پھر توحید قائم ہوئی اور یہی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا ماٹو ہے جو ہم اپنی اذانوں کے ساتھ بھی بلند کرتے ہیں۔ جب کسی شخص کو اسلام میں لایا جاتا ہے تو اسے بھی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کہلوایا جاتا ہے کیونکہ حقیقی اسلام اسی کا نام ہے۔ اگر کسی میں دینی کمزوری پیدا ہوتی ہے تو اس کی بھی یہی وجہ ہے کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه اس کے سامنے سے ہٹ گیا ہوتا ہے ورنہ اگر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه ہر وقت سامنے ہو تو انسان دینی کمزوریوں سے محفوظ رہے۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 563 تا 565 خطبہ جمعہ فرمودہ 28 اگست 1936ء)

صرف منہ سے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کہنا مقصد نہیں ہے اکثر جیسے لوگ دہراتے رہتے ہیں۔ جھوٹ بھی بولیں گے تو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کہہ کر جھوٹ بول دیں گے۔ بلکہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه اگر کہا ہے تو پھر خدا تعالیٰ کی عظمت اور جبروت اور اس کا خوف اور اس کی تمام صفات سامنے آ جاتی ہیں۔ پھر جیسا کہ بیان ہو چکا ہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کی حقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی واضح ہوتی ہے۔ پس جب تک انسان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں محو نہ ہو جائے توحید کو کامل نہیں سمجھ سکتا یا توحید کامل کو نہیں سمجھ سکتا۔ اور نہ اللہ تعالیٰ اور اس کے تفصیلی جلوہ یعنی قرآن کریم کو سمجھ سکتا ہے۔ جو لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں محو ہو کر

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

توحید کونہیں سمجھتے ، باوجود عقل کے شرک میں مبتلا رہتے ہیں۔غیر مسلموں کوتو ایک طرف رکھیں مسلمانوں میں بھی جولوگ ہیں ان کی بہت بڑی اکثریت پیروں فقیروں کو اپنا خدا بنا بیٹھے ہیں۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 566 خطبہ جمعہ فرمودہ 28 اگست 1936ء)

کہا تو احمدیوں کو جاتا ہے کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کر کے اسلام سے خارج ہو گئے ہیں لیکن حقیقت میں یہ لوگ ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو نہیں پہچانا اور نتیجۃً توحید سے بھی دور ہیں۔اس زمانے میں اس توحید کا حقیقی ادراک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حاصل ہوا ہے اور یہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں محو ہونے کی وجہ سے آپ کو ملا ہے۔جن کو دنیا کافر کہتی ہے وہی توحید کے حقیقی علمبردار ہیں۔آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں محو ہوئے تو آپ کو نظر آ گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے ہیں اور ان کو زندہ ماننا شرک ہے۔آپ سے پہلے لاکھوں ایسے عالم اور فقیہ تھے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف خدائی صفات منسوب کرتے تھے مثلاً یہ کہ وہ اب تک زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں، وہ مردے زندہ کیا کرتے تھے، ان کو غیب کا علم تھا وغیرہ وغیرہ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وجہ سے آج ہم بلکہ ہر احمدی بچہ عقلی اور نقلی دلائل سے اس عقیدے پر قائم رہنا گوارا نہیں کرتا۔اسی طرح اور بہت سی باتیں ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں محو ہو کر، آپ سے نور لے کر ہمیں بتائیں اور شرک کو ہم سے دور کیا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہی اس زمانے کے لوگوں کو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا جلوہ دکھایا اور یہی ایک چیز ہے جو اسلام کا لب لباب ہے اور جس کا ہر کامل موحد میں پایا جانا ضروری ہے۔باقی تو سب تفصیلات ہیں جو مختلف آدمیوں کے لئے مختلف شکلوں میں بدلتی رہتی ہیں جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو بڑی نیکی ماں باپ کی خدمت بتایا، کسی کو بڑی نیکی جہاد فی سبیل اللہ بتایا، کسی کو بڑی نیکی تہجد کی ادائیگی بتایا۔پس ہر ایک کو اس کی بنیادی کمزوری دور کرنے کے لئے توجہ دلائی لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ باقی نیکیاں بجالانے کی ضرورت نہیں۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 566 تا 567 خطبہ جمعہ فرمودہ 28 اگست 1936ء)

پس یاد رکھنا چاہئے کہ قرآن کریم کے تمام احکام اپنی اپنی جگہ پر بہت عمدہ اور مفید ہیں لیکن لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہ سب پر حاوی ہے۔پس یہ اصل ماٹو ہے جسے ہمیں ہر وقت سامنے رکھنے کی ضرورت ہے۔توحید کی حقیقت اور اس کے قیام پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔توحید صرف اس بات کا نام نہیں کہ انسان بت پرستی نہ کرے یا کسی انسان کو خدا تعالیٰ کے مقابل پر زندہ نہ مانے یا کسی کو خدا کا شریک نہ ٹھہرائے بلکہ دنیا کے ہر کام میں توحید کا تعلق ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سونے کے وقت اور وضو کے وقت بھی توحید کا اقرار فرمایا کرتے تھے۔جب بھی کسی انسان کو دنیا کے کسی کام پر بھروسہ یا انحصار ہو گیا تو وہ انسان شرک کے مقام پر جا ٹھہرا اور پھر اس کے موحد ہونے کا دعویٰ باطل ہو جاتا ہے کیونکہ توحید کی لازمی شرط ہے کہ انسان صرف خدا تعالیٰ کی ذات پر ہی تکیہ رکھے اور بھروسہ کرے۔توحید کا مطلب ہی یہ ہے کہ ہر کام میں خواہ دینی ہے یا دنیاوی انسان کی نظر صرف ایک خدا کی طرف اٹھے۔پس بے شک اپنی جگہ تمام نیک فقرات عمدہ اور اچھے ماٹو ہیں لیکن کامل موحد بننے کے لئے ضروری ہے کہ انسان کی نظر سے ہر ایک چیز غائب ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کے سوا اس کے لئے ہر چیز کالعدم ہو جائے۔پس حقیقی ماٹو لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ ہے جس میں تمام نیکیاں جمع ہو جاتی ہیں۔(ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 568 تا 569 خطبہ جمعہ فرمودہ 28 اگست 1936ء)

اور توحید کو سمجھنے کے لئے جو دقتیں ہیں ان کا حل بھی ہمیں یہی بتاتا ہے۔دقتیں دور کرنے کیلئے کوئی نمونہ ہونا چاہئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ نمونہ ہے جس کو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک فقرے میں یوں بیان فرمایا تھا کہ کَانَ خُلُقُـہُ الْقُرْآن۔(مسند احمد بن حنبل جلد 8 صفحہ 144 مسند عائشہؓ حدیث 25108 مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998ء)

اس ایک فقرے میں توحید کا اعلیٰ معیار بھی بیان ہو گیا۔احکام قرآن کا عملی نمونے کا معیار بھی قائم ہو گیا اور احکامات کی تفصیل بھی سامنے آ گئی۔پس جس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سمجھ لیا اس نے خدا تعالیٰ کو سمجھ لیا اور جس نے خدا تعالیٰ کو سمجھ لیا اس نے سب کچھ ہی سمجھ لیا کیونکہ شرک ہی تمام بدیوں، غفلتوں اور گناہوں کی جڑ ہے اور توحید پر قائم ہونے کے بعد انسان میں اعلیٰ اخلاق، علم، عرفان، تمدن، سیاست، دوسرے فنون میں کمال، سب ہی کچھ آ جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا نور ایک تریاق ہے جس میں تمام امراض کا علاج ہے۔پس ہمارا ماٹو جو خود بخود خدا تعالیٰ نے مقرر فرما دیا ہے وہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے۔باقی تفصیلات ہیں جو نصیحت کے طور پر کام آ سکتی ہیں۔اس زمانے میں چونکہ دجال اپنی تمام طاقت کے ساتھ دنیا میں رونما ہوا ہے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ میں دنیا کو دین پر مقدم رکھوں گا۔یہ دجال کا مقصد ہے کہ دنیا کو دین پر مقدم کرنا ہے۔اس لئے ہمارا فرض ہے کہ اس کے مقابل پر ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا نعرہ لگائیں۔اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی شرائط بیعت میں یہ فقرہ شامل فرمایا ہے جس کا مطلب یہی ہے کہ اپنے اوپر ہم دین کی تعلیم لاگو رکھیں گے اور ہر مخالف کے اعتراض کے مقابل پر اسلام کا خوبصورت چہرہ دکھائیں گے اور یہ سب اس لئے کہ ہم لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کو دنیا میں قائم کرنے والے بنیں۔ہم نے اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت اس مقصد کے حصول کے لئے کی ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً یہ فرمایا تھا کہ خُذُوْا التَّوْحِیْدَ التوحید یَااَبْنَاءَ الفارس۔(براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 267) یعنی کہ اے ابنائے فارس! توحید کو مضبوطی سے پکڑو۔ابنائے فارس سے مراد صرف آپ کا خاندان ہی نہیں ہے بلکہ تمام جماعت روحانی لحاظ سے ابنائے فارس کے ماتحت آتی ہے اور یہ حکم تمام جماعت کے لئے ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ مصیبت کے وقت انسان کسی خاص چیز کو پکڑتا ہے۔فرمایا کہ تم مصائب کے وقت توحید کو پکڑ لیا کرو کہ اس کے اندر باقی تمام چیزیں ہیں۔پس ہماری جماعت کا فرض ہے کہ وہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے ماٹو کو ہر وقت اپنے سامنے رکھیں۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 570 تا 571 خطبہ جمعہ فرمودہ 28 اگست 1936ء)

آج جبکہ شرک کے ساتھ دہریت بھی بہت تیزی سے پھیل رہی ہے بلکہ دہریت بھی شرک کی ایک قسم ہے یا شرک دہریت کی قسم ہے۔ہم اپنے آپ کو ایک نعرے پر محدود کر کے اور اس پر اکتفا کر کے اپنی دنیا و آخرت سنوارنے والے نہیں بن سکتے۔نہ ہی ہم انسانیت کی خدمت کے زعم میں اپنی نمازوں اور عبادتوں کو چھوڑ سکتے ہیں۔جو ایسا کرتا ہے یا کہتا ہے اس کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کوئی تعلق نہیں۔پس ہمیں اپنے حقیقی مطمح نظر اور مقصود کو ہمیشہ سامنے رکھنے کی ضرورت ہے تا کہ ہم تمام دینی و دنیاوی انعامات کے حاصل کرنے والے بن سکیں۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی حقیقت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

نماز جمعہ کے بعد میں ایک جنازہ بھی پڑھاؤں گا (آ گیا ہے جنازہ؟) جو مکرم صدیق اکبر رحمان صاحب کا ہے۔فیض الرحمان صاحب کے بیٹے تھے۔والتھم فاریسٹ (Waltham Forest) میں رہتے تھے۔7 رمئی کو کینسر کی بیماری کی وجہ سے چالیس سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی ہے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْـہِ رَاجِعُوْنَ۔عہدوں کے لحاظ سے تو جماعتی خدمت کی ان کو زیادہ توفیق نہیں ملی لیکن کارکن کے لحاظ سے ہمیشہ بڑے سرگرم کارکن رہے ہیں۔خلافت سے بھی مضبوط تعلق رکھا۔خدا تعالیٰ کی ذات پر اور دعاؤں پر بڑا یقین تھا۔انہوں نے بڑی لمبی بیماری کاٹی ہے۔کینسر کی انہیں بیماری تھی اور بڑے صبر سے اور حوصلے سے انہوں نے اپنا یہ بیماری کا عرصہ گزارا ہے۔اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ان کی والدہ کو بھی صبر کی توفیق دے۔ان کی اہلیہ اور چھوٹا بچہ شاید سال ڈیڑھ سال کا ہے۔اللہ تعالیٰ ان کا بھی حافظ و ناصر ہو۔

☆☆☆☆

بقیہ رپورٹ: جلسہ سیرۃ النبیؐ جزائر فجی

از صفحہ نمبر 20

چین، جاپان، طوالو، پاپوانیوگینی، سولومن آئی لینڈ، کری باس، تاویونی، اور نارو کے ہائی کمشنرز بھی شامل ہوئے۔ مختلف مذہبی اور سماجی تنظیموں کے عہدیدار اور نمائندگان نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے تقریباً ہر طبقہ ہائے فکر کے لوگ اِس جلسہ میں شامل ہوئے۔

الحمدللہ جلسہ میں 500 سے زائد حاضری تھی جس میں بفضلہٖ تعالیٰ 275 کے قریب مہمان شامل ہوئے۔سب مہمانوں کی خدمت میں جماعت کا لٹریچر بھی پیش کیا گیا۔ اِس جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بابرکت پروگرام کی وجہ سے الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے ذریعہ فجی کے کونے کونے میں 9 لاکھ سے زائد لوگوں تک اسلام احمدیت کا پُرامن پیغام پہنچا۔اِس جلسہ میں 13 ممالک کے سفارتکار بھی شامل ہوئے اور انٹرنیٹ کی بعض ویب سائٹس پر بھی اِس پروگرام کی خبر آئی جس کی وجہ سے فجی کے علاوہ باہر کے ممالک میں بھی لاکھوں لوگوں تک اِس پروگرام کی خبر پہنچی۔

جلسہ کے ساتھ ساتھ ایک نمائش کا بھی اہتمام کیا گیا تھا۔عزت مآب صدرِ مملکت اور مہمانوں نے بڑی دلچسپی سے یہ نمائش دیکھی اور جماعتی خدمات کو سراہا۔

آخر پر دعا ہے اللہ تعالیٰ ہماری حقیر کوششوں کو قبول فرمائے اور زیادہ سے زیادہ سعید روحیں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت کرتے ہوئے آستانۂ الوہیت پر جھکنے والی ہوں۔اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا بلند سے بلند تر ہوتا چلا جائے اور ایک ہی پُرامن دینِ فطرت اسلام کا غلبہ ہو (آمین)

☆......☆......☆

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)
•Asylum & Immigration
•New Point Based System
•Settlement Applications (ILR)
•Post Study Work Visa
•Nationality & Travel Documents
•Human Rights Applications
•High Court of Appeals
• Switching Visas
• Over Stayers
• Legacy Cases
• Work Permits
• Visa Extensions
• Judicial Reviews
• Tribunal Appeals
قانونی مشاورت برائے اسائلم
HEAD OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
Tel: 02086 720 666 02086 721 738
24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service
Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

مَیں نے ایک ایسا نورانی چہرہ دیکھا ہے جس سے گہرا دلی اطمینان اور اعتماد ٹپک رہا تھا

آرہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج

عزت مآب جناب خلیفہ ایک عظیم انسان ہیں جن کے وجود سے امن وسکون کی شعائیں نکلتی ہیں

یہ شخص جادوگر نہیں لیکن ان کے الفاظ جادو کا سا اثر رکھتے ہیں

ظہیر احمد طاہر۔فلیڈن، جرمنی

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سورۃ الکھف کی آیات 86تا89 کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''یعنی جب ذوالقرنین کو جو مسیح موعود ہے ہر ایک طرح کے سامان دیئے جائیں گے۔ پس وہ ایک سامان کے پیچھے پڑے گا۔یعنی وہ مغربی ممالک کی اصلاح کے لئے کمر باندھے گا اور وہ دیکھے گا کہ آفتاب صداقت اور حقانیت ایک کیچڑ کے چشمہ میں غروب ہوگیا اور اس غلیظ چشمہ اور تاریکی کے پاس ایک قوم کو پائے گا جو مغربی قوم کہلائے گی یعنی مغربی ممالک میں عیسائیت کے مذہب والوں کو نہایت تاریکی میں مشاہدہ کرے گا۔ نہ اُن کے مقابل پر آفتاب ہوگا جس سے وہ روشنی پاسکیں اور نہ اُن کے پاس پانی صاف ہوگا جس کو وہ پیویں یعنی ان کی علمی و عملی حالت نہایت خراب ہوگی اور وہ روحانی روشنی اور روحانی پانی سے بے نصیب ہوں گے۔تب ہم ذوالقرنین یعنی مسیح موعود کو کہیں گے کہ تیرے اختیار میں ہے چاہے تو اِن کو عذاب دے یعنی عذاب نازل ہونے کے لئے بددعا کرے (جیسا کہ احادیث صحیحہ میں مروی ہے) یا اُن کے ساتھ حسن سلوک کا شیوہ اختیار کرے تب ذوالقرنین یعنی مسیح موعود جواب دے گا کہ ہم اُسی کو سزا دلانا چاہتے ہیں جو ظالم ہیں۔ وہ دنیا میں بھی ہماری بددعا سے سزایاب ہوگا اور پھر آخرت میں سخت عذاب دیکھے گا۔لیکن جو شخص سچائی سے منہ نہیں پھیرے گا اور نیک عمل کرے گا اس کو نیک بدلہ دیا جائے گا اور اس کو انہیں کاموں کی بجاآوری کا حکم ہوگا جو سہل ہیں اور آسانی سے ہوسکتے ہیں۔''

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 120-121)

نیز فرماتے ہیں:

''اگرچہ دین اسلام اپنے دلائل حقہ کے رو سے قدیم سے غالب چلا آیا ہے اور ابتدا سے اس کے مخالف رسوا اور ذلیل ہوتے چلے آئے ہیں لیکن اس غلبہ کا مختلف فرقوں اور قوموں پر ظاہر ہونا ایک ایسے زمانہ کے آنے پر موقوف تھا کہ جو بباعث کھل جانے راہوں کے تمام دنیا کو ممالک متحدہ کی طرح بناتا ہو اور ایک ہی قوم کے حکم میں داخل کرتا ہو اور تمام اسباب اشاعت تعلیم اور تمام وسائل اشاعتِ دین کے بتمام تر سہولت و آسانی پیش کرتا ہو اور اندرونی اور بیرونی طور پر تعلیم حقّانی کیلئے نہایت مناسب اور موزوں ہو سو اب وہی زمانہ ہے۔''

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 594۔حاشیہ در حاشیہ نمبر 3)

انیسویں صدی کے آخر میں مسلمان اہم دینی فریضہ یعنی تبلیغ واشاعتِ اسلام کی ادائیگی سے یکسر غافل ہوکر خواب غفلت میں جا پڑے تھے۔ ایسے میں عیسائیوں میں تبلیغ کا ایک نیا جوش پیدا ہوا اور انہوں نے نہایت منظّم طریق پر عیسائیت کی تبلیغ کو ساری دنیا تک وسیع کر دیا۔ مغربی ممالک سے عیسائیوں کے غول کے غول نکل کر سیاہ بادلوں کی طرح پوری دنیا پر چھا گئے اور انہوں نے ببانگ دہل اپنے ''فرضی اور خیالی خداوند'' کی فتح کے نقارے بجانا شروع کر دیئے ۔ چنانچہ ایک مشہور امریکی پادری جان ہنری بیروز (John Henry Barrows) جو کسی زمانہ میں شکاگو یونیورسٹی میں مذاہب عالم کے پروفیسر رہ چکے تھے انہوں نے 1896ء میں ہندوستان کا دورہ کیا اور مختلف شہروں میں متعدد لیکچر دیئے ۔ان کے یہ لیکچر (Barrows) Lectures کے نام سے شائع شدہ ہیں ۔ یہ پادری صاحب عیسائیت کی ترقی اور اُس کی مقبولیت کے نشہ میں اتنے پُرجوش تھے کہ ایک موقع پر انہوں نے اسلام کا ذکر نہایت حقارت آمیز الفاظ میں کرتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ: ''اسلام ایک مشرقی مذہب ہے یہ مغرب کی فضا میں سانس نہیں لے سکتا اور نہ ہی یہ ہمارے مغربی ذہنوں کو کسی صورت راس آسکتا ہے۔''

(Barrows Lectures page 21)

خدا تعالیٰ کی شان دیکھئے کہ چند ہی سال بعد ایک اور امریکن مشنری ایچ کریمر قادیان آئے۔انہوں نے اپنی آنکھوں سے جماعت احمدیہ کے ذریعہ دین اسلام کی ترقی، اس کی ترویج واشاعت اور اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے عظیم روحانی انقلاب کو ملاحظہ کیا تو برملا اعتراف حق کرتے ہوئے یہ لکھنے پر مجبور ہوگئے کہ:

''ان لوگوں میں قربانی کی روح اور تبلیغ اسلام کا جوش اور اسلام کے لئے سچی محبت کو دیکھ کر دل سے بے اختیار تعریف نکلتی ہے......مَیں جب قادیان گیا تو مَیں نے دیکھا کہ وہاں کے لوگ اسلامی جوش میں اسلام کی آئندہ کامیابی کی امیدوں سے سرشار ہیں۔''

(مسلم ورلڈ اپریل 1931ء بحوالہ سلسلہ احمدیہ حصہ اوّل ص 300)

چنانچہ اپنے دین کے لئے قربانی کی یہی روح اور تبلیغ اسلام کا یہی جذبہ جماعت احمدیہ کو تثلیث کے مراکز میں کھینچ لایا اور وہ دور دراز ملکوں اور اجنبی باشندوں کے درمیان اسلام کے پیغام امن ومحبت کو پھیلانے کے لئے دن رات مصروف ہوگئے ۔وہ نہ تو موسم کی سختیوں سے گھبرائے اور نہ ہی زبان اور کلچر کے مسائل اُن کے آڑے آئے بلکہ وہ دیوانہ واران تثلیث کدوں میں توحید کی شمعیں فروزاں کرنے لگے۔

اللہ تعالیٰ کے بھی عجب کام ہیں۔وہ جب کسی کام کو کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اُس کے لئے ایسے ذرائع اور سامان بہم پہنچاتا ہے جو انسان کی سوچوں اور اُس کی نظروں سے اوجھل ہوں اور وہ ان کاموں کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے ایسی ایسی راہیں کھول دیتا ہے جو انسانی پہنچ سے دور ہوں۔ کسی بھی کام میں اللہ تعالیٰ کی مرضی شامل ہوجائے تو بظاہر ناممکن دکھائی دینے والے کام ہونے لگتے ہیں اور اُس کے فضل سے ہوکر رہتے ہیں۔

4/دسمبر 2012ء کے روز حضرت مسیح موعودں کے پانچویں خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اعزاز میں یورپین پارلیمنٹ میں ایک اہم تقریب منعقد ہوئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس موقع پر ایک نہایت بصیرت افروز خطاب فرمایا جسے بیسیوں یورپین پارلیمنٹیرین اور یورپ کی سینکڑوں مقتدر ہستیوں نے سنا، پسند کیا، سراہا، اُسے وقت کی ضرورت کے عین مطابق قرار دیا اور برملا اس بات کا اظہار کہ یہی وہ پیغام امن ہے جس سے دنیا میں امن کا قیام ممکن ہے۔

خدا تعالیٰ کی شان دیکھئے کہ 117 سال پہلے ایک عیسائی پادری یہ اعلان کرتا ہے کہ اسلام ایک مشرقی مذہب ہے جو ہمارے مغربی ذہنوں کو کسی صورت راس نہیں آسکتا لیکن ایک صدی بعد اُسی یورپ کے بلند ایوانوں میں پڑھے لکھے اور انتہائی تعلیم یافتہ یورپین اسلام کے پیغام امن ومحبت کو نہ صرف پسند کرتے ہیں بلکہ اسے وقت کی ضرورت کے عین مطابق قرار دیتے ہیں۔ ایک ممبر آف پارلیمنٹ Mr.Mass نے اُس موقع پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ:

''آج ایک بہت بڑی اور اہم روحانی شخصیت یورپین پارلیمنٹ میں تشریف لائی۔حضور نے دنیا کے لئے جو امن کا پیغام دیا ہے اور ہماری رہنمائی کی ہے اس کے لئے ہم حضور کے بیحد شکرگزار ہیں۔''

(الفضل انٹرنیشنل 4/جنوری 2013ء صفحہ 15)

فرانس سے ایک یونیورسٹی کے پروفیسر Mr. Marco Tiani بھی اس تقریب میں شامل تھے۔وہ کہتے ہیں:

''مَیں بہت خوش قسمت ہوں کہ مجھے حضور کی سربراہی میں یورپین پارلیمنٹ میں ہونے والے اجلاس میں شامل ہونے کا موقع ملا۔میرے لئے یہ بہت عزت اور برکت کا باعث تھا کہ مَیں ایک حقیقی امن والے انسانی حقوق کے عظیم لیڈر اور مذہبی آزادی کے ایک حقیقی علمبردار کی موجودگی میں وہاں موجود ہوں ۔میرے لئے یہ ایک فخر کی بات ہے کہ میں ایک مرد خدا سے ملا جو امن اور باہمی تعلقات کا ایک عظیم لیڈر ہے۔اور'' محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں'' کا نعرہ سب طاقتور امن کی ضمانت دینے والا ہے۔اس نعرہ نے مجھے بہت متأثر کیا ہے۔تمام شامل ہونے والوں کو بہت عزت ملی ہے۔لوگ اتنی تعداد میں تھے کہ باہر بھی کھڑے تھے۔جب مجھے حضور سے ہاتھ ملانے کا موقع ملا تو میرے دل پر اس بات کا گہرا اثر ہے اور میرے لئے باعث فخر ہے۔''

(الفضل انٹرنیشنل 4/دسمبر 2013ء صفحہ 15)

اب ایک اور بیان پڑھیے جو تصرف الٰہی سے اُنہی پادری صاحب کے ایک اہم مذہبی لیڈر کے منہ سے بے ساختہ نکلا اور ان پادری صاحب کی روح کو بے چین کر گیا۔ چنانچہ یورپین پارلیمنٹ برسلز میں منعقد ہونی والی اس اہم تقریب میں ایک عیسائی رہنما جو Bishop کے اہم عہدہ پر فائز ہیں جنیوا (سوئٹزرلینڈ) سے شمولیت کیلئے تشریف لائے تھے۔انہوں نے اس موقع پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

''یہ شخص جادوگر نہیں لیکن ان کے الفاظ جادو کا سا اثر رکھتے ہیں۔ لہجہ دھیما ہے لیکن ان کے منہ سے نکلنے والے الفاظ غیر معمولی طاقت، شوکت اور اثر اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اس طرح کا جرأت مند انسان مَیں نے اپنی زندگی میں کبھی نہیں دیکھا۔آپ کی طرح کے صرف تین انسان اگر اس دنیا کو مل جائیں تو امن عامہ کے حوالے سے اس دنیا میں حیرت انگیز انقلاب مہینوں نہیں بلکہ دنوں کے اندر برپا ہوسکتا ہے اور یہ دنیا امن اور بھائی چارہ کا گہوارہ بن سکتی ہے۔مَیں اسلام کے بارے میں کوئی اچھی رائے نہیں رکھتا تھا۔آپ کے خطاب نے اسلام کے بارے میں میرے نقطۂ نظر کو کلیۃً تبدیل کر دیا ہے۔''

(الفضل انٹرنیشنل 4/جنوری 2013ء صفحہ 14)

رعب پڑتے دلوں پہ دیکھا ہے
حق اترتے دلوں پہ دیکھا ہے

اُن پادری صاحب کی یورپین روح کو اسلام کی یہ امن پسند تعلیم اب بھی سمجھ آئی ہے یا نہیں! یہ تو خدا تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے! وہ کیا جانیں کہ اُن کے بعد پیدا ہونے والے یورپین دماغوں کو اسلام کا پیغام امن اچھی طرح سمجھ آتا جارہا ہے اور وہ امن، محبت، بھائی چارے اور صلح وآشتی کے اس پیغام کو دنیا بھر میں پھیلانے کی ضرورت پر زور دے رہے ہیں۔ چنانچہ Mr. Christian Mirre جو چرچ آف سائینٹالوجی یورپ کے ممبر ہیں انہوں نے اس موقع پر کہا: ''حضور انور نے اپنے خطاب میں ہم سب کو یہ پیغام دیا ہے کہ ہم سب مل کر امن کے لئے کام کریں اور آپس کی نفرتوں کو دور کریں۔حضور کا پیغام حکمت سے پُر تھا اور اب عالم انسانیت کے بہتر مستقبل کی ضمانت اسی پیغام پر عمل کرنے میں ہے۔''

(الفضل انٹرنیشنل 4/جنوری 2013ء صفحہ 15)

میڈرڈ (اسپین) سے Popular Party کی نمائندہ رکن اسمبلی محترمہ Jose Maria Alonso نے اس موقع پر اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

''عزت مآب جناب خلیفہ ایک عظیم انسان ہیں جن کے وجود سے امن وسکون کی شعائیں نکلتی ہیں ۔ باقی تمام احمدیوں سے مل کر بھی میرے وہی جذبات ہیں جو کہ خلیفہ سے مل کر تھے ۔ یہ تمام جماعت بہت مہمان نواز اور پرامن ہے۔'' (الفضل انٹرنیشنل 4/جنوری 2013ء صفحہ 16)

سپین ہی سے ایک اور ممبر پارلیمنٹ محترمہ Rocio Lopez بھی اس اہم تقریب میں شامل تھیں۔موصوفہ سپین کے صوبہ Toledo سے کانگریس وومین ہیں آپ لکھتی ہیں:

''اس تقریب نے دوستی اور بھائی چارہ کے اثرات چھوڑے ہیں ۔ برسلز کے اس پروگرام نے ایک متحرک جماعت کا علم دیا جو مسلسل تعمیری کاموں میں مصروف ہے۔ عزت مآب مرزا مسرور احمد کی قیادت میں'' محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں'' جیسے ماٹو کے تحت مختلف قوموں سے تعلق رکھنے والے احمدی باہم مل جل گئے ہیں۔دنیا جو اپنے نشے میں دھت چلی جارہی ہے اور جہاں امن اور محبت کا پیغام انتہائی اہم ہے، ایسی دنیا میں آپ لوگوں کے بارے میں جاننا ہی ایک اعزاز کی بات ہے۔ اس بات سے زیادہ کیا چیز خوبصورت ہوسکتی ہے کہ آپ کے امام سے کچھ تبادلہ خیال ہوجائے یا ان کی تشدد کے خلاف تقریر کو غور سے سنا جائے۔ میں آپ کے تصورات کی کامل تائید کرتی ہوں۔میں اس مرد خدا کی طرف سے عالمی انسانی حقوق کی بحالی اور دنیا میں امن کے قیام کی تمام باتوں سے اتفاق کرتی ہوں ۔میں ہمیشہ مذہب کی بنیاد پر مظالم کی مذمت کرتی رہوں گی۔خدا آپ پر ہمیشہ مہربان رہے''۔

(الفضل انٹرنیشنل 4/جنوری 2013ء صفحہ 16)

دل اللہ تعالیٰ کے قبضے اور تصرف میں ہیں۔جب اللہ تعالیٰ کی مرضی سے تائیدات کی موسلادھار ہوائیں چلتی ہیں تو دلوں کی مَیل اور اُن کثافتیں خود بخود صاف ہونا شروع ہوجاتی ہیں۔ایک وقت تھا کہ اسلام یورپ کے لئے ناپسندیدہ مذہب تھا لیکن یہ صورتحال دن بدن تبدیل ہورہی ہے ۔خدا تعالیٰ نے ہماری زندگیوں یہ دن دکھادیئے کہ

باقی صفحہ 15 پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ رپورٹ: جامعہ احمدیہ یوکے کی سالانہ کھیلیں

از صفحہ نمبر 1

مقابلہ جات جامعہ میں قائم طلباء کے پانچ گروپوں، امانت، دیانت، رفاقت، شجاعت اور صداقت کے مابین ہوئے۔ نیز اجتماعی مقابلہ جات league system کی بنیاد پر کروائے گئے تھے۔ جامعہ احمدیہ کی روایات کے مطابق جامعہ احمدیہ کی کھیلوں کی سب سے دلچسپ اور پُرکشش کھیل روک دوڑ کو بھی گزشتہ چند سالوں سے جامعہ احمدیہ یوکے کی کھیلوں کا حصہ بنایا گیا ہے۔ جس سے آج بھی ہمارے مہمان لطف اندوز ہوئے ہیں۔ تین روزہ کھیلوں کے اس مختصر تعارف کے بعد خاکسار جامعہ احمدیہ کے طلباء، کارکنان اور اساتذہ کی طرف سے حضور کا شکرگزار ہے کہ حضور انور نے جامعہ احمدیہ تشریف لا کر ہمیں برکت بخشی اللہ تعالیٰ آئندہ بھی ہمیں اسی طرح حضور انور کی شفقتوں سے بہرہ ور فرماتا رہے اور ہمیں ہمیشہ حضور کے سچے مخلص اور وفادار جانثاروں میں شامل رکھے۔ خاکسار حضور انور کی خدمت اقدس میں درخواست کرتا ہے کہ مقابلہ جات میں اوّل پوزیشن حاصل کرنے والے گروپوں اور طلباء کو انعامات عطا فرمائیں۔‘‘

تقسیم انعامات

رپورٹ کے بعد حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت سالانہ کھیلوں میں اوّل پوزیشن حاصل کرنے والے گروپوں اور طلباء کو انعامات عطا فرمائے۔ مکرم راجہ برہان صاحب استاذ جامعہ احمدیہ یوکے خوش نصیب گروپوں اور طلباء کے اسماء پڑھتے گئے اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ انعامات عطا فرماتے گئے۔ جن خوش نصیب گروپوں اور طلباء نے حضور انور کے بابرکت ہاتھوں سے انعامات وصول کئے ان کے اسماء درج ذیل ہیں:

Cross Country: عزیزم احمد نور الدین جہانگیر خان ۔ ثابت قدمی: عزیزم عبداللہ ڈبا۔ Hill Run: عزیزم احمد راضی علی۔ 100m race: عزیزم مشرف احمد۔ Shot put: عزیزم عبد اللہ ڈبا ۔ 1000m race: عزیزم راضی علی۔ High Jump: عزیزم اسلام ہانی۔ Long Jump: عزیزم عبداللہ ڈبا۔ Weight lifting: عزیزم اسلام ہانی۔ Tennis singles: عزیزم ابراہیم احمد۔ Table Tennis singles اور Badminton singles دونوں میں عزیزم احسن مقصود۔ Tennis doubles: عزیزم مروان سرور گل اور عزیزم ذوالفقار عباسی (صداقت گروپ)۔ Table tennis doubles: عزیزم نوشیروان احمد اور عزیزم فائز احمد (امانت گروپ)۔ Badminton doubles: عزیزم احسن مقصود اور عزیزم ذوالفقار عباسی (صداقت گروپ)۔ تین ٹانگ دوڑ: عزیزم راحیل احمد اور عزیزم فیضان وڑائچ۔ Relay race: عزیزم عبداللہ ڈبا، عزیزم عمران خالد، عزیزم انس احمد، عزیزم ابراہیم احمد (دیانت گروپ)۔ رسہ کشی: عزیزم اسامہ جوئیہ (کیپٹن)، عزیزم منصور کلارک، عزیزم ہمایوں اپل، عزیزم عبدالرحمٰن چام، عزیزم مروان سرور گل، عزیزم اسلام ہانی، عزیزم ظافر احمد، عزیزم طٰہٰ داؤد، عزیزم حارث ڈوگر، عزیزم نبیل مرزا، عزیزم مدبر دین (صداقت گروپ)۔ فٹ بال: عزیزم ذیشان کاہلوں (کیپٹن) عزیزم سعید رفیق، عزیزم شیراز خان، عزیزم ارباب احمد، عزیزم صلاح الدین میر، عزیزم احمد راضی علی، عزیزم امتیاز شاہین، عزیزم فیضان وڑائچ، عزیزم مشرف احمد، عزیزم حمزہ احمد، عزیزم سلمان قمر (رفاقت گروپ)۔ والی بال: عزیزم جاوید رحیم (کیپٹن)، عزیزم ابراہیم احمد، عزیزم عمران خالد، عزیزم فرہاد احمد، عزیزم چوہدری مظہر احمد، عزیزم ابراہیم احمد، عزیزم عبداللہ ڈبا، عزیزم زوار احمد، عزیزم عاصف بن اویس۔ Basketball: عزیزم ہمایوں جہانگیر خان (کیپٹن)، عزیزم فلاح الدین، عزیزم عطاء الفاطر، عزیزم عطاء النور ہادی، عزیزم ظافر محمود، عزیزم مظہر احسن، عزیزم ساحل محمود، عزیزم رواح الدین عارف (شجاعت گروپ)۔ روک دوڑ: اوّل: عزیزم احمد نور الدین جہانگیر خان۔ دوئم: عزیزم عطاء الفاطر ۔ سوئم: عزیزم زرتشت لطیف۔ چہارم: عزیزم ذیشان کاہلوں۔ پنجم: عزیزم مستنصر قمر۔ سالانہ کھیلوں میں بہترین طالب علم: عزیزم عبداللہ ڈبا (دیانت گروپ)۔ بہترین گروپ: صداقت گروپ: نگران مکرم حافظ مشہود احمد صاحب اور سیکرٹری عزیزم مروان سرور گل صاحب۔

حضور انور جامعہ احمدیہ انگلستان کی سالانہ کھیلوں کی اختتامی تقریب سے خطاب فرما رہے ہیں

اختتامی تقریب کا ایک منظر

اختتامی خطاب

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

تقسیم انعامات کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے زرّیں نصائح پر مشتمل اختتامی خطاب فرمایا۔ یہ خطاب ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

”أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مجھے آج جامعہ کی اس سپورٹس ریلی میں شاید کوئی چھ سال بعد شامل ہونے کا موقع مل رہا ہے۔ اُس وقت کی شاہد کلاس کے وہ طلباء جو میدان عمل میں جا چکے ہیں ان کے وقت میں میرا خیال ہے یہ ریلی اسلام آباد میں ہوئی تھی تو میں شامل ہوا تھا۔

سپورٹس ریلی کا مقصد طلباء میں یہ احساس پیدا کرنا ہے کہ جس طرح علم حاصل کرنے کے لئے باقاعدگی سے مطالعہ ضروری ہے اسی طرح اپنے جسم کو صحت مند رکھنے کے لئے باقاعدگی سے کسی نہ کسی قسم کی کھیل میں اور ورزش میں شامل ہونا بھی ضروری ہے۔ مقابلے جو ہوتے ہیں یا جو انعامات لئے، آپ لوگوں کا مقصد یہ انعامات لینا نہیں ہے۔ آپ لوگوں کا مقصد اپنے جسم کو صحت مند بنانا ہے تاکہ وہ کام جو آپ کے سپرد ہونے والے ہیں ان کو صحیح طور پر سر انجام دیں۔ اپنے جسم کو سختی کی عادت ڈالیں اور پھر صحت مند جسم ہو تو اسی سے صحت مند دماغ بھی بنتا ہے اور صحت مند دماغ ایک مبلغ کے لئے ایک مربی کے لئے انتہائی ضروری چیز ہے تاکہ وہ تربیت کے اور تبلیغ کے کام صحیح طرح سرانجام دے سکے۔ آج آتے ہوئے مَیں سوچ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَ الْجِسْمِ (البقرۃ: 248) کا ارشاد فرمایا ہے۔ (اتفاق سے تلاوت بھی اسی موضوع پر ہوگئی یا شاید انہوں نے پہلے ہی رکھی ہوگی) اللہ تعالیٰ نے کسی کو حکومت اس وجہ سے نہیں یا اس بنیاد پر نہیں دی کہ اس کو مال کی کشائش ہے، خاندانی طور پر بڑا پن ہے بلکہ علمی لحاظ سے بڑا ہونا اور جسم کو صحت مند رکھنا تاکہ ہر قسم کی سختیاں جھیل سکیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں ان کو سرداری دوں گا، ان کو رہنما بناؤں گا، ان کو قوم کی رہنمائی کے لئے آگے لاؤں گا۔ پس یہ ایک مثال ہے جو صرف ہمارے پڑھنے کے لئے نہیں ہے بلکہ ایک نمونہ ہے تاکہ اس پر عمل کرتے ہوئے ہم جہاں اپنے علم میں اضافہ کرنے والے ہوں وہاں اپنے جسم کا، صحت کا بھی خیال رکھنے والے ہوں۔ اور کبھی یہ نہ بھولیں کہ ہم نے اپنے جسم کا حق ادا کرنا ہے اور جسم کا حق ادا کرنے کے لئے ایک تو ورزش ضروری ہے۔ دوسرے اپنی زندگی کو regulate کرنا ضروری ہے، اپنی زندگی کو پابند کرنا ضروری ہے۔ جب آپ کی زندگی پابند ہوگی تو آپ کا سونا، آپ کا جاگنا، آپ کا کھانا کھانا، آپ کا ورزش کرنا، آپ کا اپنے علمی ذوق کو پورا کرنے کے لئے جامعہ سے زائد وقت مطالعہ کرنا یہ ساری چیزیں جو جسم کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔ آپ کو ان کا خیال رکھنا پڑے گا۔ اپنا ایک ایسا timetable بنائیں جس سے آپ کی زندگی مکمل طور پر regulate ہو جائے۔ اور جب یہ ہوگا تو انشاء اللہ تعالیٰ پھر جہاں آپ کے علم میں وسعت پیدا ہو رہی ہوگی وہاں آپ کی جسمانی صحت کے لحاظ سے بھی علم میں اس وسعت پیدا کرنے میں آسانیاں پیدا ہو رہی ہوں گی۔ آپ کے سپرد جو کام کئے جانے والے ہیں ان کو سرانجام دینے میں آپ کے لئے آسانیاں پیدا ہوں گی۔ پس یہ کھیلیں اور جامعہ میں جو باقاعدہ کھیلیں ہوتی ہیں یا ہونی چاہئیں، یہ اس لئے ہیں کہ آپ کی زندگی ایک لحاظ سے پابند ہو جائے۔ جیسا کہ میں نے کہا آپ کا اٹھنا بیٹھنا، سونا جاگنا اور جو باقی کام ہیں وہ ہر کام وقت پر ہونے لگے اور کہیں سوائے اس کے کہ اِلّا ماشاء اللہ کبھی بیماری آتی ہے تو اس کے علاوہ جب آپ کی زندگی پابند ہو جائے گی، سونے اور جاگنے کے وقت مقرر ہو جائیں گے تو پھر ہر وقت کی جو کسل مندی ہے، سستی ہے، کاہلی ہے وہ بھی دور ہوگی۔ اور ایک مربی اور مبلغ سے یہی توقع کی جاسکتی ہے کہ اس کا جسم ہر وقت چاک و چوبند ہو۔ سستی اور کاہلی اس کے قریب نہ آئے۔ پس ان باتوں کا ہمیشہ خیال رکھیں کہ ان کھیلوں کے بعد یا روزانہ جو آپ game کرتے ہیں اس کے بعد بجائے اس کے کہ آپ میں سستی پیدا ہو، تھکاوٹ کا احساس ہو، اور آپ کے جو روزمرّہ کے معمولات ہیں ان سے آپ بچنے کی کوشش کریں، آپ کو زیادہ سے زیادہ اپنے آپ کو ہر لحاظ سے پابند کرنے کی ضرورت ہے تبھی آپ کامیاب مربی بن سکتے ہیں اور کامیاب مبلغ بن سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو زندگی کے ہر امتحان میں پاس کرے اور جب جامعہ میں سے بھی نکلیں تو کامیاب مبلغ و مربی بن کے نکلیں۔ اب دعا کرلیں۔‘‘

خطاب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جامعہ احمدیہ کی عمارت میں واقعہ مسجد میں نماز ظہر و عصر جمع کرکے پڑھائیں۔

نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ جامعہ احمدیہ کے Auditorium میں تشریف لے گئے جہاں ظہرانہ کا انتظام کیا گیا تھا۔

ظہرانے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کچھ دیر Stone House میں قیام فرمایا اور اڑھائی بجے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا قافلہ جامعہ احمدیہ سے واپسی کے لئے روانہ ہوگیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زرّیں نصائح پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

☆......☆......☆......☆

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
اب مَیں دیتا ہوں، اگر کوئی ملے امیدوار

امام الزمان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معرکۃ الآراء تصنیف

’’براہین احمدیہ‘‘ (حصہ پنجم)

کا تعارف اور Synopsis

(نصیر احمد حبیب۔ لندن)

تعارف ’’براہین احمدیہ‘‘ (حصہ پنجم)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے قبل عالم اسلام ایک نازک دَور سے گزر رہا تھا۔ ایمان ثریا پر اُٹھ چکا تھا اور مسلمان اخلاقی لحاظ سے قعر مذلّت میں اُتر چکے تھے۔ مسلمانوں کی سیاسی اور ملّی وحدت پارہ پارہ ہوچکی تھی۔ چشم مسلم ورطۂ حیرت میں گُم تغیّر حرفِ ینسلون دیکھ رہی تھی۔ پادریوں کے حملے اور مغربی فلسفے کی خوفناک یلغار ایمان و آگہی کی کھیتیوں بادِسموم کی صورت جھلسا چکے تھے۔ مسلمانوں کا ایک طبقہ ’’چلو تم اُدھر کو ہوا ہو جدھر کی‘‘ کا نعرہ لگا کر حالات سے سمجھوتہ کر چکا تھا اور دوسرے طبقے نے خطرہ کو دیکھ کر کبوتر کی طرح آنکھیں بند کرلیں۔

چنانچہ دلوں میں جو شکوک وشبہات کا زہر سرایت کر چکا تھا اسکے علاج کی طرف کوئی توجہ نہ گئی۔ نتیجہ کے طور پر اخلاق اور کردار کا ایک ایسا بحران پیدا ہوا کہ امّت مسلمہ آج تک اس مسئلہ کا کوئی حل دریافت نہ کرسکی۔

بالآخر اہل درد کی دعاؤں کے طفیل اور فجر صادق کی پیش گوئی کے عین مطابق خدا کی رحمت جوش میں آئی اور اسلام کا جری پہلوان ایک نازش فرزندِ تاریخ صورت ماہتاب لب جو آیا اور براہین احمدیہ جیسی عہد ساز کتاب تصنیف کر کے مخلوق خدا کو انگلی پکڑ کر ’’ہونا چاہیئے‘‘ کے مقام سے ’’ہے‘‘ کے مقام پر پہنچایا۔ پھر سیرت وکردار کی تعمیر کے لئے براہین احمدیہ حصہ پنجم لکھ کر ایسی صراط مستقیم روشن کی جس پر چل کر بندہ خاک ہمدوش ثریا ہوسکتا ہے۔

آپ نے اپنی اس معرکۃ الآراء تصنیف میں بیش بہا گرانقدر مضامین بیان فرمائے۔ ان میں سے ایک نہایت لطیف موضوع کا خلاصہ ذیل میں پیش ہے۔

آپؑ نے سورۃ المومنون کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ عالم روحانی اور عالم جسمانی مشابہ ہے جس طرح انسان جسمانی تشکیل کے لئے چھ درجوں سے گزرتا ہے اسی طرح ایک مومن کو اپنی روحانی تکمیل کے لئے چھ درجوں سے گزرنا پڑتا ہے۔

جسمانی تشکیل کے لئے چھ درج مقرر ہیں یعنی پہلے نطفہ (life-germ) ہوتا ہے جو رحم سے تعلق پکڑ کر مُضْغَہ (clot) بنتا ہے تب وہ مزید ترقی پاتا ہے تو عَلَقَہ (lump of flesh) بنتا ہے۔ تب اس عَلَقَہ سے ہڈیاں (bones) بنتی ہیں۔ تب ان ہڈیوں پر گوشت چڑھایا جاتا ہے تب نفخِ روح کا مرحلہ آتا ہے۔

بالکل اسی طرح نظام روحانی کی تکمیل کے لئے بھی چھ درجے مقرر ہیں۔ سب پہلے نمازوں میں خشوع (humility in prayer) اختیار کیا جاتا ہے۔ پھر دوسرے مرحلے پر لغو چیزوں کو ترک کیا جاتا ہے (to shun what is vain) اگر انسان لغو سے اعراض (avoid) نہیں کرتا تو اس کا مطلب ہے کہ حالت خشوع (humility) میں کوئی نقص (defect) ہے۔ حالتِ خشوع اگر خالص ہے تو لازماً مومن لغو چیزوں کو ترک کردے گا۔ تیسرے مرحلے پر قربانی کا مرحلہ شروع ہوتا ہے یعنی زکوٰۃ کی ادائیگی کا مرحلہ آتا ہے۔ اس درجے پر مومن نہ صرف بیہودہ باتوں سے کنارہ کش ہوتا ہے بلکہ اپنا مال جو اُسے پیارہ ہوتا ہے اسے اللہ کی راہ میں دے کر بخل کی پلیدی سے پاک ہوتا ہے۔ چوتھے مرحلے پر مومن اپنے آپ کو نفسانی جوشوں اور شہوات ممنوعہ سے بچاتا ہے (safeguard their chastity)۔ یہ ایک نہایت اہم مرحلہ ہے کیونکہ شہوات نفسانیہ (sexual passions) اپنی ہیبت میں طوفانِ نوح کے مشابہ ہیں۔ عالم جسمانی میں اس کے مشابہ ہڈی بننا ہوتا ہے۔ اس کے بعد جب مومن نفس امّارہ کی شہوات پر غالب آجاتا ہے تو وہ خدا اور اُس کی مخلوق کی تمام امانتوں اور عہدوں کا لحاظ رکھتا ہے (اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوْا بَلٰی شَھِدْنَا) ہمیشہ اپنی امانتوں اور عہدوں کو پڑتال کرتے رہتے ہیں۔ یہ روحانی ارتقاء کا پانچواں مرحلہ ہوتا ہے۔ اس مرحلے پر روحانی خوبصورتی کے لطیف نقوش بنتے ہیں جیسے گوشت ہڈیوں پر چڑھ کر اُن کو خوبصورت بنا دیتا ہے۔

چھٹا درجہ جس میں مومن نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں ایک لذّتِ شوق سے کیونکہ عبادت کا بوجھ ساقط ہوجاتا ہے یہ مرحلہ اللہ کی طرف سے بطور انعام عطا ہوتا ہے اور مومن کو دائمی حضور میسر آتا ہے۔ مومن بغیر نماز کے جی نہیں سکتا۔ یہ مرحلہ عالم جسمانی میں نفخ روح کے مشابہ ہے۔ جیسے مومن خدا کی راہ میں اپنی روح کھوتا ہے اسے ایک روح عطا کی جاتی ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’بندہ تو حسنِ معاملہ دکھلا کر اپنے صدق سے بھری ہوئی محبت ظاہر کرتا ہے مگر خدا تعالیٰ اس کے مقابلہ پر حد ہی کر دیتا ہے۔ اس کی تیز رفتار کے مقابل پر برق کی طرح اس کی طرف دوڑتا چلا آتا ہے۔ اور زمین و آسمان میں اس کے لئے نشان ظاہر کرتا ہے اس کے دوستوں کا دوست اور دشمنوں کا دشمن بن جاتا ہے۔ اگر پچاس کروڑ انسان بھی اس کی مخالفت پر کھڑا ہو تو ان کو ایسا ذلیل اور بے دست و پا کر دیتا ہے جیسا کہ ایک مرا ہوا کیڑا اور محض ایک شخص کی خاطر ایک دنیا کو ہلاک کر دیتا ہے۔ اور اپنی زمین و آسمان کو اس کا خادم بنا دیتا ہے‘‘۔ (روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 225)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ راہ روشن (Paradigm) پر قدم مارتے ہوئے باخدا انسان بنیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری کوششوں میں برکت ڈالے اور اسلام کا اُجالا اکناف عالم میں اس طرح پھیل جائے:

’’حاکم تمام دنیا پہ میرا مصطفیٰ ہو‘‘

Synopsis (براہین احمدیہ پنجم)

سوال 1: سچے مذہب کی کیا علامات ہیں؟

جواب: جو ایسے خدا کا تصور پیش کرتا ہے جو قادرانہ نشانوں کی شعاع اپنے ساتھ رکھتا ہے اور اپنی ہستی کو تازہ بتازہ معجزات اور معجزات اور طاقتوں سے ثابت کرتا رہتا ہے۔ سچی سکینت اور شانتی اور تسلّی بخشتا ہے۔ وہ آگ بن کر گناہوں کو جلا دیتا ہے۔ اور پانی بن کر دنیا پرستی کی خواہشوں کو دھوڈالتا ہے۔

(روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 28-27)

سوال 2: اعراض صوری (Explicit avoidance) اور معنوی (Implicit avoidance) کیا ہے؟

جواب: اعراض خواہ صوری ہو یا معنوی فیضِ الٰہی سے محروم کردیتا ہے۔

اعراضِ صوری کا مطلب خدا تعالیٰ کے کلام سے بالکل منکر۔

اعراضِ معنوی کا مطلب یہ ہے کہ بظاہر منکر نہ ہو بلکہ رسم اور عادت اور نفسانی اغراض اور اقوال غیر کے نیچے دب کر ایسا ہو جائے کہ خدا تعالیٰ کے کلام کی کچھ پروا نہ کرے۔

(روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 30-29)

سوال نمبر 3: گناہ کی تاریکی کا کیا علاج ہے؟

جواب: گناہ کی تاریکی کا علاج فقط تجلّیات (manifestation) الٰہی ہیں۔ جو معجزانہ رنگ میں کسی سعید دل پر نازل ہوتی ہیں اور اس کو دکھا دیتی ہیں کہ خدا ہے اور تمام شکوک کی غلاظت کو دُور کر دیتی ہیں اور اطمینان بخشتی ہیں۔

اس طاقت بالا کی زبردست کشش سے وہ سعید آسمان کی طرف اٹھایا جاتا ہے۔

اس کے سوا جس قدر علاج پیش کئے جاتے ہیں فضول ہیں۔ خدا تعالیٰ سخی اور بے نیاز ہے۔ اس کے فیوض (munificence) کو کھینچنے کے لئے ایسی دعاؤں کی سخت ضرورت ہے (کیونکہ) ماں کا دودھ اُترنے کے لئے شیر خوار بچوں کا رونا بہت کچھ فعل رکھتا ہے۔

(روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 33)

سوال نمبر 4: کیا عالم روحانی عالم جسمانی کے مشابہ ہے؟

جواب: انسان مراتب ستّہ (Six stages) کو طے کر کے اپنے کمال روحانی اور جسمانی کو پہنچتا ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ظاہری اور باطنی صنعت ایک ہی ہاتھ سے ظہور پذیر ہوتی ہے جو خدا تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔

(روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 185)

سوال نمبر 5: مراتب ستّہ (Six stages) کا پہلا مرحلہ کیا ہے؟

جواب: اَلَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلَاتِھِمْ خٰشِعُوْنَ۔ یعنی وہ مومن نجات پاگئے جو اپنی نماز میں اور یاد الٰہی میں خشوع اور فروتنی اختیار کرتے ہیں۔

اس کے مقابل میں پہلا مرتبہ جسمانی نشوونما کا جو اس آیت میں ذکر ہے: ثُمَّ جَعَلْنٰہُ نُطْفَةً فِیْ قَرَارٍ مَّکِیْنٍ۔ اس مرحلہ پر اجمالی طور پر مجموعہ اُن تمام قویٰ اور صفات اور اعضاء اندرونی اور بیرونی اور تمام نقش ونگار کا ہوتا ہے جو پانچویں درجہ پر مفصّل طور پر ظاہر ہوتے ہیں۔ اور چھٹے درجہ پر اتم اور اکمل طور پر ان کا ظہور ہوتا ہے۔

(روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 197-187)

سوال نمبر 6: کیا نماز میں حالتِ خشوع اس بات کی ضمانت ہے کہ رحیم خدا سے تعلق پیدا ہو گیا ہے؟

جواب: خشوع کی حالت اس وقت تک خطرہ سے خالی نہیں جب تک رحیم خدا سے تعلق نہ پکڑ لے۔ بہت سے لوگ ابتدائی حالت میں نمازوں میں روتے ہیں وجد کرتے اور نعرے مارتے ہیں۔ بسا اوقات ان کا قدم پھسل جاتا ہے۔ حالتِ خشوع میں ایک ذاتی نقص ہو تو تب بھی یہ تعلق رحیم خدا سے پیدا نہیں ہوتا۔

نماز اور یاد الٰہی میں جو کبھی انسان کو حالتِ خشوع میسر آتی ہے اس بات کی دلیل نہیں کہ اس انسان کو رحیم خدا سے حقیقی تعلق ہے۔

جب تک وہ لغویات سے کنارہ کش نہیں ہوتے۔

(روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 202-197)

سوال نمبر 7: روحانی وجود کے دوسرے مرحلہ پر روشنی ڈالیں؟

جواب: وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ۔ جب مومن لغو باتوں، لغو کاموں اور لغو حرکتوں اور لغو مجلسوں اور لغو صحبتوں اور لغو تعلقات سے کنارہ کش ہوجاتا ہے تو وہ اس مقام پر پہنچ جاتا ہے جسے خدا تعالیٰ نے کلامِ عزیز میں عَلَقَہ کے نام سے موسوم کیا ہے: ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً۔

اس سے پہلے وہ معرضِ خطر (In danger) میں تھا اور کچھ معلوم نہ تھا کہ وہ انسانی وجود بنے یا ضائع جائے لیکن اس سٹیج پر وہ رِحَم کے تعلق کے بعد ضائع ہونے سے محفوظ ہوگیا۔

لیکن ابھی خطرہ سے خالی نہیں جیسا کہ قبل ظہور دوسرے مرتبہ وجود روحانی کے لغو تعلقات اور لغو شغلوں سے رہائی پانا غیر ممکن ہوتا ہے اور صرف وجود روحانی کا پہلا مرتبہ یعنی خشوع اور عجز و نیاز کی حالت برباد بھی چلی جاتی ہے اور انجام بد ہوتا ہے۔ ایسا ہی نطفہ بھی جو جسمانی وجود کا پہلا مرتبہ ہے عَلَقَہ بننے کی حالت سے پہلے بسا اوقات صدہا مرتبہ لغو طور پر ضائع ہوجاتا ہے۔

(روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 205-202)

سوال نمبر 8: روحانی ارتقاء کا تیسرا مرحلہ کیا ہے؟(وَالَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فَاعِلُوْنَ۔)

جواب: جسمانی وجود کے تیسرے درجہ کے مقابل پر روحانی وجود کا تیسرا درجہ واقع ہوا ہے جیسا کہ اس آیت میں بتایا گیا ہے:

فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً۔ یعنی ہم نے علقہ کو بوٹی بنایا۔

مُضْغَة جو ایک گوشت کا ٹکڑا ہوتا ہے پاک حالت اپنے اندر پیدا کر لیتا ہے۔ اس کے مقابل پر روحانی وجود کا تیسرا درجہ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فَاعِلُوْنَ۔

اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ وہ مومن کو جو پہلی دو حالتوں سے بڑھ کر قدم رکھتا ہے وہ صرف بے ہودہ اور لغو باتوں سے ہی کنارہ کش نہیں ہوتا بلکہ بخل کی پلیدی کو دُور کرنے کے لئے جو طبعًا ہر ایک انسان کے اندر ہوتی ہے زکوٰۃ بھی دیتا ہے۔

یعنی اپنے مال کو جو اس کو بہت پیارا ہے لِلّٰہ دینے سے بخل کی پلیدی سے پاک ہو جاتا ہے

کوئی اُس پاک سے جو دل لگاوے
کرے پاک آپ کو تب اس کو پاوے

مُضْغَة جو ایک گوشت کا ٹکڑا ہوتا ہے پاک حالت اپنے اندر پیدا کرتا ہے اور بہ نسبت نطفہ اور علقہ کے قوام میں بھی ایک حد تک سختی پیدا کر لیتا ہے۔

اس درجہ پر مومن صرف بیہودہ اور لغو باتوں سے ہی کنارہ کش نہیں ہوتا بلکہ اپنے مال جو اس کو بہت پیارا ہے لِلّٰہ دینے سے بخل کی پلیدی سے پاک ہو جاتا ہے۔

لغویات سے منہ پھیرنے میں صرف ترک شر ہے لیکن اپنا محنت سے کمایا ہوا مال محض خدا کی خوشنودی کے لئے دینا کسبِ خیر ہے۔

جس سے وہ نفس کی ناپاکی جو سب ناپاکیوں سے بدتر ہے یعنی بخل دُور ہوتا ہے لہٰذا یہ ایمانی حالت کا تیسرا درجہ ہے جو پہلے دو درجوں سے اشرف اور افضل ہے۔ اس میں صریح اور بدیہی طور پر بخل کی پلیدی سے پاکیزگی حاصل ہوتی ہے اور خدائے رحیم سے تعلق بڑھتا ہے کیونکہ اپنے مال عزیز کو خدا کے لئے چھوڑنا بہ نسبت لغو باتوں کے چھوڑنے کے زیادہ تر نفس پر بھاری ہے۔

اس لئے زیادہ تکلیف اٹھانے کے کام سے خدا سے تعلق بھی زیادہ ہو جاتا ہے اور بباعث ایک مشقّت کا کام بجالانے کے ایمانی شدّت اور صلابت میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔

(روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 205-203)

سوال نمبر 9: روحانی ارتقاء کا چوتھا درجہ کیا ہے؟

جواب: وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ۔ جو اپنے تئیں نفسانی اور شہوات ممنوعہ سے بچاتے ہیں۔

چوتھے درجہ کا مومن وہ چیز خدا تعالیٰ کی راہ میں نثار کرتا ہے جو مال سے بھی زیادہ پیاری اور محبوب ہے یعنی شہوات نفسانیہ۔ کیونکہ انسان کو اپنی شہوات سے اس قدر محبت ہے کہ وہ اپنی شہوات کو پورا کرنے کے لئے اپنے مال عزیز کو پانی کی طرح خرچ کرتا ہے اور ہزار ہا روپیہ شہوات کے پورے کرنے کے لئے برباد کر دیتا ہے اور شہوات کے حاصل کرنے کے لئے مال کو کچھ بھی چیز نہیں سمجھتا۔

معلوم ہوا سیلاب شہوت ایسا تند و تیز ہے کہ بخل جیسی نجاست کو بھی بہا لے جاتا ہے۔

مگر یہ طوفان جو نفسانی شہوات کے غلبہ سے پیدا ہوتا ہے یہ نہایت سخت اور دیرپا طوفان ہے۔ جو کسی طرح بجز رحم خداوندی کے دُور ہو ہی نہیں سکتا۔ جس طرح جسمانی وجود کے تمام اعضاء میں سے ہڈی نہایت سخت ہے اور اس کی عمر میں بھی بہت لمبی اسی طرح اس طوفان کے دُور کرنے والی قوتِ ایمانی نہایت سخت اور عمر بھی لمبی رکھتی ہے تا ایسے دشمن کا دیر تک مقابلہ کر کے پامال کر سکے اور وہ بھی خدا تعالیٰ کے رحم سے کیونکہ شہوات نفسانیہ کا طوفان ایک ایسا ہولناک اور پُر آشوب طوفان ہے کہ بجز خاص رحم حضرت احدیت کے فرو نہیں ہو سکتا۔ اسی وجہ سے حضرت یوسفؑ کو کہنا پڑا:

وَمَا أُبَرِّءُ نَفْسِیْ إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوْءِ إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّی۔

طوفان نوح کے ذکر کے وقت بھی اسی کے مشابہ الفاظ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَا عَاصِمَ الْیَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ۔

پس یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ طوفان شہوات نفسانیہ اپنی عظمت اور ہیبت میں نوح کے طوفان سے مشابہ ہے۔

اس درجہ کے مقابل پر جسمانی وجود کا درجہ چہارم ہے جس کے بارے میں قرآن شریف میں یہ آیت ہے:

فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا۔

ہم نے مُضْغَة سے ہڈیاں بنائیں۔

(روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 207-205)

سوال نمبر 10: روحانی ارتقاء کا پانچواں درجہ کیا ہے؟

جواب: وَالَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ۔

پانچویں درجہ کے مومن اپنے نفس میں یہی کمال نہیں رکھتے جو نفسِ امّارہ کی شہوات پر غالب آ گئے ہیں اور اس کے جذبات پر اُن کو فتح عظیم حاصل ہو گئی بلکہ وہ حتی الوسع خدا اور اس کی مخلوق کی تمام امانتوں اور تمام عہدوں کے ہر ایک پہلو کا لحاظ رکھ کر تقویٰ کی باریک راہوں پر قدم مارنے کی کوشش کرتے ہیں۔

خدا کے عہدوں سے مراد وہ ایمانی عہد ہیں جو بیعت اور ایمان لانے کے وقت مومن سے لیے جاتے ہیں۔

لفظ رٰعُـــــوْنَ جو اس آیت میں آیا ہے جس کے معنے ہیں رعایت رکھنے والے۔ یہ عرب محاورہ میں اس جگہ بولا جاتا ہے ''جہاں کوئی شخص اپنی قوّت اور طاقت کے مطابق کسی امر کی باریک راہ پر چلنا اختیار کرتا ہے۔ اور کوئی پہلو اس کا چھوڑنا نہیں چاہتا۔

پنجم درجہ پر مومن اپنے معاملات میں خواہ خدا کے ساتھ ہیں خواہ مخلوق کے ساتھ بے قید اور خلیع الرسن نہیں ہوتے۔ بلکہ اس خوف سے کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک کسی اعتراض کے نیچے نہ آجاویں اپنی امانتوں اور عہدوں میں دُور دُور کا خیال رکھ لیتے ہیں۔ ہمیشہ اپنی امانتوں اور عہدوں کی پڑتال کرتے رہتے ہیں اور تقویٰ کی دُوربین سے اس کی اندرونی کیفیت کو دیکھتے رہتے ہیں۔ تا کہ جو امانتیں خدا تعالیٰ کی اُن کے پاس ہیں جیسے تمام قویٰ اور تمام اعضاء اور جان اور مان اور عزّت وغیرہ ان کو حتی الوسع اپنی بپاندی تقویٰ بہت احتیاط سے اپنے اپنے محل پر استعمال کرتے رہتے ہیں۔

ایسے ہی جو امانتیں مخلوق کی اُن کے پاس ہوں اُن سب میں تا بمقدور تقویٰ کی پابندی سے کاربند ہوتے ہیں۔

انسان کی تمام روحانی خوبصورتی تقویٰ کی تمام باریک راہوں پر قدم مارنا ہے۔ تقویٰ کی باریک راہیں روحانی خوبصورتی کے لطیف نقوش اور خوشنما خط و خال ہیں:

فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا۔

جب اس درجہ کا مومن خدا تعالیٰ کی راہ میں بذل نفس کرتا ہے اور تمام دقائق تقویٰ بجالاتا ہے تب حضرتِ احدیت سے انوارِ الٰہیہ اُس کے وجود پر محیط ہو کر روحانی خوبصورتی اس کو بخشتے ہیں جیسے کہ گوشت ہڈیوں پر چڑھ کر اُن کو خوبصورت بنا دیتا ہے۔

(روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 212-207)

سوال نمبر 10: راہِ سلوک کا چھٹا درجہ کیا ہے؟

جواب: چھٹا درجہ محض ایک موہبت کے طور پر عطا ہوتا ہے جو بغیر کسب اور کوشش کے مومن کو عطا ہوتا ہے۔ یہ اُس وقت عطا ہوتا ہے جب پنجم درجہ کی حالت اپنے کمال کو پہنچ جاتی ہے اور کسب کا اُس میں ذرّہ دخل نہیں۔

اور وہ یہ ہے کہ جیسے مومن خدا کی راہ میں اپنی روح کھوتا ہے ایک روح اس کو عطا کی جاتی ہے۔

پس چونکہ مومن اپنی محبت ذاتیہ سے خدا کی راہ میں اپنی جان وقف کرتا ہے اس لئے خدا کی محبت ذاتیہ کی روح کو پاتا ہے۔ جس کے ساتھ روح القدس شامل ہوتا ہے۔

جب روح کسی مومن پر نازل ہوتی ہے تو تمام بوجھ عبادات کا اس کے سر پر سے ساقط ہو جاتا ہے اور اس میں ایک ایسی قوّت اور لذّت آ جاتی ہے جو وہ قوّت تکلّف سے نہیں بلکہ طبعی جوش سے یاد الٰہی اُس سے کراتی ہے اور عاشقانہ جوش اس کو بخشتی ہے۔

پس ایسا مومن جبرائیل علیہ السلام کی طرح ہر وقت آستانۂ الٰہی کے آگے حاضر رہتا ہے حضرت عزت کی دائمی ہمسائیگی اس کے نصیب ہو جاتی ہے۔ اس درجہ کے بارے میں فرماتا ہے:

وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَوٰتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ۔

یعنی مومن کامل وہ لوگ ہیں کہ ایسا دائمی حضور اُن کو میسر آتا ہے کہ ہمیشہ وہ اپنی نماز کے آپ نگہبان رہتے ہیں۔ مومن نماز کے بغیر جی نہیں سکتا۔

(روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 212و228)

جب تک انسان خدا تعالیٰ سے کامل تعلق نہیں پکڑتا ہے تب تک اُس کا نفس ناقص پانچ خراب حالتوں سے پیار کرتا ہے اور ہر ایک حالت کا پیار دُور کرنے کے لئے ایک ایسے سبب کی ضرورت ہوتی ہے کہ وہ اس پیار پر غالب آ جائے اور نیا پیار پہلے پیار کا علاقہ توڑ دے۔

(روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 228-212۔خلاصہ)

(1) پہلی حالت جو غفلت کی حالت ہوتی ہے اس سے وہ محبت کرتا ہے۔ تب عنایتِ الٰہیہ اس کی اصلاح کی طرف توجہ کرتی ہے تو کسی واقعہ کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کی عظمت اور ہیبت اور جبروت کا اس کے دل پر اثر پڑتا ہے اس اثر سے اُس پر ایک حالتِ خشوع پیدا ہو جاتی ہے جو اس کے تکبّر اور گردن کشی اور غفلت کی عادت کو کالعدم کر دیتی ہے اور اس سے علاقہ محبت توڑ دیتی ہے۔

(2) دوسری حالت یہ ہے کہ ایسے مومن کو خدا تعالیٰ کی طرف کچھ رجوع تو ہو جاتا ہے مگر اس رجوع کے ساتھ لغو باتوں اور لغو کاموں اور لغو شغلوں کی پلیدی لگی رہتی ہے۔ پھر جب عنایت الٰہی اس کو ضائع نہیں کرنا چاہتی تو پھر ایک اَور جلوۂ عظمت اور ہیبت اور جبروت الٰہی کا اُس کے دل پر نازل ہوتا ہے جو پہلے جلوہ سے زیادہ تیز ہوتا ہے۔ اور قوّت ایمانی اس سے تیز ہو جاتی ہے اور ایک آگ کی طرح مومن کے دل پر پڑ کر تمام خیالات لغو اس کے ایک دم بھسم کر دیتی ہے۔ اور جلوۂ عظمت اس قدر حضرتِ عزت کی محبت اُس کے دل میں پیدا کرتا ہے جو لغو کاموں اور لغو شغلوں کی محبت پر غالب آ جاتا ہے اور ان کو دفع اور دُور کر کے ان کی جگہ لے لیتا ہے۔

(3) لغو کاموں اور لغو شغلوں کے دُور ہونے کے بعد ایک تیسری خراب حالت مومن میں باقی رہ جاتی ہے یعنی طبعًا مال کی محبت اُس کے دل میں ہوتی ہے۔ پھر جب عنایتِ الٰہیہ اس ورطۂ عظیمہ سے اُس کو نکالنا چاہتی ہے تو رازقیت الٰہیہ کا علم اس کو عطا کیا جاتا ہے۔ اور توکّل کا بیج اُس میں بویا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ہیبت الٰہی بھی کام کرتی ہے۔ دونوں تجلّیات جمالی اور جلالی اُس کے دل کو اپنے قابو میں لے آتی ہیں تب مال کی محبت بھی دل سے بھاگ جاتی ہے اور مال دینے والے کی محبت کا تخم دل میں بویا جاتا ہے۔ اور ایمان قوی ہو جاتا ہے۔

(4) چوتھی حالت میں جس سے نفسِ امّارہ بہت ہی پیار کرتا ہے، تیسری حالت میں تو صرف مال کا اپنے ہاتھ سے چھوڑنا مگر چوتھی حالت میں نفس امّارہ کی شہوات محرّمہ کو چھوڑنا ہے۔ اس حالت کے خوفناک جوش کی شہادت میں یہ آیت کافی ہے:

وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ۔

یعنی یہ ایسا منہ زور جوش ہے اس کا فرو ہونا کسی برہانِ قدسی کا محتاج ہے۔

لہٰذا آتشِ شہوت سے مخلصی پانے کے لئے اس آگ کے وجود پر قوی ایمان ضروری ہے جو جسم اور روح دونوں کو عذاب شدید میں ڈالتی ہے اور نیز اس کے ساتھ اُس روحانی لذّت کی ضرورت ہے جو ان کثیف لذّتوں سے بے نیاز اور مستغنی کر دیتی ہے۔

خدا تعالیٰ اپنی عظمت اور ہیبت اور جبروت کی ایسی تجلّی اس پر کرتا ہے جس سے شہواتِ نفسانیہ پارہ پارہ ہو جاتی ہے پھر جمالی رنگ میں اپنی محبت کا ذوق اُس کے دل میں ڈالتا ہے اور جس طرح شیر خوار بچہ دودھ چھوڑنے کے بعد صرف ایک رات تلخی میں گزارتا ہے۔ بعد اس کے دودھ کو فراموش کر دیتا ہے۔ یہی نفرت شہواتِ محرّمہ نفسانیہ سے اُس راستباز کو ہو جاتی ہے۔

(5) پانچویں حالت چوتھی حالت سے مشکل تر ہے کیونکہ چوتھی حالت میں تو صرف مومن کا کام شہوات محرّمہ نفسانیہ کو ترک کرنا ہے۔ مگر پانچویں حالت میں مومن کا کام یہ ہے کہ نفس کو بھی ترک کر دے اور اس کو خدا تعالیٰ کی امانت سمجھ کر خدا تعالیٰ کی طرف واپس کرے۔ خدا کے کاموں میں اپنے نفس کو وقف کر کے اس سے خدمت لے اور خدا کی راہ میں بذل نفس کرنے کا ارادہ رکھے۔ اپنے نفس کی نفی وجود کے لیے کوشش کرے۔

(6) اس کے بعد وجود روحانی کا مرتبہ ششم ہے۔ یہ وہی مرتبہ جس میں مومن کی محبتِ ذاتیہ اپنے کمال کہ پہنچ کر اللہ جلّ شانہٗ کی محبت ذاتیہ کو اپنی طرف کھینچتی ہے تب خدا تعالیٰ کی وہ محبت ذاتی مومن کے اندر داخل ہوتی ہے اور اس پر احاطہ کرتی ہے جس سے ایک نئی اور فوق العادت طاقت مومن کو ملتی ہے۔

اس درجہ کا مومن ایمانی ترقیات کے تمام مراتب طے کر کے ان ظلّی کمالات کی وجہ سے جو حضرت عزّت کے کمالات سے اُس کو ملتے ہیں آسمان پر خلیفۃ اللہ کا لقب پاتا ہے۔ تب ذات الٰہی کے تمام نقوش اور تمام اخلاق اس میں مندرج ہو جاتے ہیں۔ وہ آئینہ جو ایک سامنے کھڑے ہونے والے منہ کے تمام نقش اپنے اندر لے کر اس منہ کا فلسفہ ہو جاتا ہے اسی طرح ایک مومن بھی ظلّی طور پر اخلاق اور صفات الٰہیہ کو اپنے اندر لے کر خلافت کا درجہ اپنے اندر حاصل کرتا ہے اور ظلّی طور پر الٰہی صورت کا مظہر ہو جاتا ہے۔

☆☆☆☆

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عشقِ قرآن

رانا غلام مصطفیٰ منصور۔ مربی سلسلہ

سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قرآنِ کریم سے عشق ومحبت کا یہ عالم تھا کہ ایک جگہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ:۔

دل میں یہی ہے ہردم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے۔فرماتے ہیں کہ:۔

مرزا دین محمد صاحب ساکن لنگروال ضلع گورداسپور نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا۔ کہ مَیں اپنے بچپن سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھتا آیا ہوں۔ اور سب سے پہلے مَیں نے آپ کو مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کی زندگی میں دیکھا تھا۔ جب کہ مَیں بالکل بچہ تھا۔ آپ کی عادت تھی کہ رات کو عشاء کے بعد جلد سو جاتے تھے۔ اور پھر ایک بجے کے قریب تہجد کے لئے اُٹھ کھڑے ہوتے تھے۔ اور تہجد پڑھ کر قرآنِ کریم کی تلاوت فرماتے رہتے تھے۔ پھر جب صبح کی اذان ہوتی تو سُنتیں گھر میں پڑھ کر نماز کے لئے مسجد میں جاتے اور باجماعت نماز پڑھتے۔

(سیرت المہدی جلد اوّل، حصہ سوم صفحہ 513 روایت 491)

ابتداء ہی سے آپ کی مرغوب خاطر اگر کوئی چیز تھی تو وہ مسجد اور قرآن شریف۔ مسجد ہی میں عموماً ٹہلتے رہتے۔ اور ٹہلنے کا اس قدر شوق تھا اور محو ہو کر اتنا ٹہلتے کہ جس زمین پر ٹہلتے وہ دب دب کر باقی زمین سے متمیّز ہو جاتی۔

(تاریخ احمدیت جلد 1 صفحہ 55)

حضور علیہ السلام کی جوانی سے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم پر اعتراضات کے غور وفکر کرنے کی مہم شروع ہوتی ہے۔ اس مہم کو سر کرنے اور معاندین اسلام کے دعوؤں کا ابطال کرنے نیز خدا تعالیٰ سے براہ راست تعلق قائم کر کے اس میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے آپ علاوہ دعاؤں کے قرآن مجید کا کثرت سے مطالعہ فرماتے تھے۔ بلکہ سب سے زیادہ انہماک آپ کو ان دنوں قرآن مجید کے مطالعہ ہی میں تھا۔ حتیٰ کہ بعض دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ اس زمانہ میں ہم نے آپ کو جب بھی دیکھا قرآن ہی پڑھتے دیکھا چنانچہ پٹیالہ کے ایک غیر احمدی تحصیلدار منشی عبد الواحد صاحب (جو کثرت سے حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کے پاس قادیان میں آتے تھے اور جنہیں بچپن میں حضور کو بارہا دیکھنے کا موقعہ ملتا تھا) کی شہادت ہے کہ حضور چودہ پندرہ سال کی عمر میں سارا دن قرآن شریف پڑھتے تھے اور حاشیہ پر نوٹ لکھتے رہتے تھے۔ اور مرزا غلام مرتضیٰ صاحب فرماتے کہ یہ کسی سے غرض نہیں رکھتا سارا دن مسجد میں رہتا ہے اور قرآن شریف پڑھتا رہتا ہے۔

ابتدائی زمانہ کے متعلق حضرت مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم کی ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ حضور قرآن مجید کے علاوہ بخاری، مثنوی رومی اور دلائل الخیرات، تذکرۃ الاولیاء، فتوح الغیب اور سفر السعادت پڑھتے اور کچھ نوٹ بھی لیا کرتے تھے۔ مگر بہرحال اکثر توجہ قرآن مجید کے مطالعہ کی طرف تھی۔ حضرت مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم کی یہ بھی روایت ہے کہ آپ کے پاس ایک قرآن مجید تھا۔ اس کو پڑھتے اور اس پر نشان کرتے رہتے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ مَیں بلا مبالغہ کہہ سکتا ہوں کہ شاید دس ہزار مرتبہ اس کو پڑھا ہو۔ یہ مطالعہ سطحی نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ آپ قرآن مجید کے لفظ لفظ کی باریکیوں تک پہنچنے کے لئے یہاں تک گہرا غور وفکر فرماتے کہ دنیا جہان سے بیگانہ ہو کر قرآن مجید کی وسعتوں میں گم ہو جاتے اور آپ کے والد بزرگوار کو بار بار کہنا پڑتا کہ مطالعہ میں اس درجہ انہماک صحت پر برا اثر ڈالے گا۔ کیونکہ آپ بحیثیت طبیب دیکھ رہے تھے کہ آپ کی غذا نہایت قلیل ہے مگر دوسری طرف مطالعہ کی کثرت کا یہ عالم ہے کہ زمانے میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ چنانچہ مرزا اسماعیل بیگ کی روایت ہے کہ کبھی حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب مجھے بلاتے اور دریافت کرتے کہ ''سنا تیرا مرزا کیا کرتا ہے مَیں کہتا تھا کہ قرآن دیکھتے ہیں۔ اس پر وہ کہتے کہ کبھی سانس بھی لیتا ہے۔ پھر یہ پوچھتے کہ رات کو سوتا بھی ہے؟ مَیں جواب دیتا کہ ہاں سوتے بھی ہیں۔ اور اُٹھ کر نماز بھی پڑھتے ہیں۔ اس پر مرزا صاحب کہتے کہ اس نے سارے تعلقات چھوڑ دیئے ہیں۔ مَیں اَوروں سے کام لیتا ہوں دوسرا بھائی کیسا لائق ہے مگر وہ معذور ہے۔'' (تاریخ احمدیت جلد 1 صفحہ 64-65)

مولوی سید میر حسن صاحب سیالکوٹی کا بیان

''حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مرحوم سیالکوٹ میں اور ان کا زمانہ قیام بتقریب ملازمت'' کے عنوان سے لکھتے ہیں:

''حضرت مرزا صاحب 1864ء میں بتقریب ملازمت شہر سیالکوٹ میں تشریف لائے اور قیام فرمایا .... آخر مرزا صاحب نوکری سے دل برداشتہ ہو کر استعفیٰ دے کر 1868ء میں یہاں سے تشریف لے گئے۔ .... اس زمانہ میں مرزا صاحب کی عمر راقم کے قیاس میں تخمیناً 24 سے کم اور 28 سے زیادہ نہ تھی غرضکہ 1864ء میں آپ کی عمر 28 سے متجاوز نہ تھی۔ راقم میر حسن۔ تحریر کرتے ہیں:

حضرت مرزا صاحب پہلے محلّہ کشمیریاں میں جو اس عاصی پُر عاصی کے غریب خانہ کے بہت قریب ہے عمرا نامی کشمیری کے مکان پر کرایہ پر رہا کرتے تھے۔ کچہری سے جب تشریف لاتے تھے تو قرآنِ مجید کی تلاوت میں مصروف ہوتے تھے۔ بیٹھ کر، کھڑے ہو کر، ٹہلتے ہوئے تلاوت کرتے تھے اور زار زار رویا کرتے تھے۔ ایسی خشوع اور خضوع سے تلاوت کرتے تھے کہ اس کی نظیر نہیں ملتی۔

(تاریخ احمدیت جلد 1 صفحہ 95-98)

دفتری اوقات کے بعد آپ کے مشاغل اور معمول

دفتری فرائض کی سرانجام دہی تو دفتری اوقات میں ہوتی تھی۔ باقی پورا وقت آپ تلاوت قرآن مجید، عبادت گذاری، شب بیداری، خدمت خلق اور آپ کا اکثر معمول تھا کہ آپ گھر سے باہر اپنے اوپر چادر لپیٹے رکھتے اور صرف اتنا حصہ چہرہ کا کھلا رکھتے جس سے راستہ نظر آئے۔ جب کچہری سے فارغ ہو کر واپس اپنی قیام گاہ پر تشریف لاتے تو دروازہ بند کر لیتے اور قرآن شریف کی تلاوت اور ذکرِ الٰہی میں مصروف ہو جاتے۔ آپ کے اس طریق مبارک سے بعض متجسس طبیعتوں کو خیال پیدا ہوا کہ یہ ٹوہ لگانا چاہئے کہ آپ کواڑ بند کر کے کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک دن ''سراغ رسان'' گروہ نے آپ کی ''خفیہ سازش'' کو بھانپ لیا یعنی انہوں نے بچشم خود دیکھا کہ آپ مصلیٰ پر رونق افروز ہیں قرآن مجید ہاتھ میں ہے اور نہایت عاجزی اور رقت اور الحاح وزاری اور کرب وبلا سے دست بدعا ہیں کہ

''یا اللہ تیرا کلام ہے مجھے تو تُو ہی سمجھائے گا تو میں سمجھ سکتا ہوں''

مائی حیات بی بی صاحبہ بنت فضل دین صاحب مرحوم کی روایت ہے کہ آپ کی عادت تھی کہ جب کچہری سے واپس آتے تو پہلے میرے باپ کو بلاتے اور ان کو ساتھ لے کر مکان میں جاتے۔ مرزا صاحب کا زیادہ تر ہمارے والد صاحب کے ساتھ ہی اٹھنا بیٹھنا تھا۔ ان کا کھانا بھی ہمارے ہاں ہی پکتا تھا۔ میرے والد ہی مرزا صاحب کو کھانا پہنچایا کرتے تھے۔ مرزا صاحب اندر جاتے اور دروازہ بند کر لیتے اور اندر صحن میں جا کر قرآن پڑھتے رہتے۔ میرے والد صاحب بتلایا کرتے تھے کہ مرزا صاحب قرآن مجید پڑھتے پڑھتے بعض وقت سجدہ میں گر جاتے ہیں اور لمبے لمبے سجدے کرتے ہیں اور یہاں تک روتے کہ زمین تر ہو جاتی ہے۔

اسی طرح میاں بوٹا صاحب کشمیری کی شہادت ہے کہ جب حضرت مرزا صاحب ہمارے مکان میں رہتے تھے تو مکان کے صحن میں ٹہلتے رہتے۔ اور قرآن شریف پڑھتے رہتے تھے۔

(تاریخ احمدیت جلد 1 صفحہ 84-85)

سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:۔

تم ہوشیار رہو اور خدا کی تعلیم اور قرآن کی ہدایت کے برخلاف ایک قدم بھی نہ اٹھاؤ۔ مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔ حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظل تھے۔ سو تم قرآن کو تدبّر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو۔ ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔ کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْآنِ کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں۔ یہی بات سچ ہے۔ افسوس ان لوگوں پر جو کسی اور چیز کو اس پر مقدم رکھتے ہیں۔ تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے۔

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 26-27)

پھر فرمایا: اور تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے۔ وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے۔ ان کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ نوعِ انسان کے لئے رُوئے زمین پر اب کوئی نہیں مگر قرآن۔

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 13)

پھر فرمایا: قرآن جواہرات کی تھیلی ہے اور لوگ اس سے بے خبر ہیں۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 542)

ہمارے پیارے امام سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پس اس خزانے سے ہمیں جواہرات جمع کرنے کی کوشش کرنی چاہئے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے ہمیں دیئے۔ اور یہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک ہم اس سے حقیقی محبت کرنے والے نہیں بنیں گے۔ (خطباتِ مسرور جلد 9 صفحہ 621)

پھر فرمایا: بچوں میں قرآن کریم کی محبت اُس وقت پیدا ہو گی جب والدین قرآن کریم کی تلاوت اور اس پر غور اور تدبّر کی عادت بھی ڈالنے والے ہوں گے۔ اُس کے پڑھنے کی طرف زیادہ توجہ دیں گے۔ جب ہر گھر سے صبح کی نماز کے بعد یا آجکل کیونکہ سردیوں میں نماز لیٹ ہوتی ہے، اگر کسی نے کام پر جلدی نکلنا ہے تو نماز سے پہلے تلاوت باقاعدہ ہو گی تو وہ گھر قرآنِ کریم کی وجہ سے برکتوں سے بھر جائے گا اور بچوں کو بھی اس طرف توجہ رہے گی۔ بچے بھی ان نیکیوں پر چلنے والے ہوں گے جو ایک مومن میں ہونی چاہئیں۔ اور جوں جوں بڑے ہوتے جائیں گے قرآن کریم کی عظمت اور محبت بھی دلوں میں بڑھتی جائے گی۔......

اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے اس بات کو ہم میں پیدا کرنے کے لئے بہت کوشش فرمائی ہے اور آپ کے آنے کا مقصد بھی یہی تھا کہ قرآنِ کریم کو دنیا میں ہر چیز سے اعلیٰ مقام دینے والے بنیں اور اسے وہ عزت دیں جس کے مقابلے میں کوئی اور چیز نہ ہو۔ .... قرآنِ کریم کی اصل عزت یہ ہے اور اس کی محبت یہ ہے کہ اس کے احکامات پر عمل کرنے کی بھرپور کوشش کی جائے، اس کے اوامر اور نواہی کو اپنی زندگی کا حصہ بنایا جائے۔ جن چیزوں سے خدا تعالیٰ نے روکا ہے ان سے انسان رُک جائے اور جن کے کرنے کا حکم ہے ان کو انجام دینے کے لئے اپنی تمام تر قوتوں اور استعدادوں کو استعمال کرے اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھتے ہوئے اس کی تلاوت کی جائے۔ ....

پس ہمیں اپنے گھروں کو تلاوتِ قرآنِ کریم سے بھرنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ اس بات کی ضرورت ہے کہ تلاوت کے ساتھ اس کا ترجمہ بھی پڑھیں تا کہ اس کے احکام سمجھ میں آئیں۔ گھروں میں بچوں کے سامنے قرآنِ کریم کی تلاوت کے ساتھ اس کے سمجھنے، اس کے ترجمے کے تذکرے اور کوشش بھی ہو۔

(خطباتِ مسرور جلد 9 صفحہ 617-618)

پھر فرمایا: اللہ کرے کہ ہم اور ہماری اولادیں اور آئندہ نسلیں تا قیامت جو بھی آنے والی نسلیں ہوں، جنہوں نے مسیح محمدی کو ماننا ہے، وہ قرآن کریم سے حقیقی رنگ میں محبت رکھتے ہوئے اس کی تعلیم کو اپنے اوپر لاگو کرنے والے ہوں، اور اس کی برکات سے ہر دم فیض پاتے چلے جانے والے ہوں۔ (آمین)

(خطباتِ مسرور جلد 9 صفحہ 623)

☆......☆......☆......☆

جماعت احمدیہ کونگو کے صوبہ باندوندو BANDUNNDU کے

آٹھویں جلسہ سالانہ کا کامیاب انعقاد

☆......آپ کا محبت اور امن کا پیغام دل میں اتر گیا ہے'' مقامی چیف۔......
☆...... واقعی جب تک انصاف قائم نہیں ہوگا معاشرے میں امن قائم نہیں ہوسکتا۔'' ایک مہمان ...... ☆......آج معلوم ہوا ہے کہ مسلمان حقیقی خدا کی عبادت کرتے ہیں'' امیگریشن آفیسر...... ☆......اگر صحیح معنوں میں اقوام متحدہ قائم ہوگی تو وہ صرف احمدیت کی برکت سے ہوگی'' آرمی کیپٹن

رپورٹ: رمیض احمد محمود مبلغ سلسلہ کونگو کنشاسا

امسال محض اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے عوامی جمہوریہ کونگو کے صوبہ باندوندو Bandundu کا آٹھواں جلسہ سالانہ صوبائی دارالحکومت و جماعتی ہیڈکوارٹر باندوندو شہر میں 28 فروری اور 1 مارچ 2014 کو منعقد ہوا۔

تیاری جلسہ

جلسہ کے انتظامات کا آغاز دو ماہ قبل شروع کر دیا گیا تھا، جلسہ کو کامیاب بنانے کے لیے شعبہ جات کا قیام عمل میں لایا گیا اور ان کے متفرق اجلاسات ہوتے رہے۔ گزشتہ چند سال سے جلسہ سالانہ مسجد نور کے احاطے میں ہو رہا تھا۔ گزشتہ سال سے یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ آئندہ جلسہ، جماعت کے رقبہ واقع باندوندو شہر پر منعقد ہوگا۔ اس طرح جلسہ کے انتظامات وسیع کرنا اور جماعتی رقبہ پر تعمیراتی کام بھی شروع کرنا مقصد تھا۔ اس طرح جلسہ کی تیاری کے لئے اس سال جماعتی رقبہ پر صفائی کا کام مسلسل کئی وقار عمل کر کے مکمل ہوا۔ اور جلسہ کے لئے 8 میٹر چوڑا اور 16 میٹر لمبا مستقل پختہ اسٹیج تعمیر کیا گیا۔ اس پر آئرن شیٹ کی چھت بھی ڈالی گئی ہے۔ احباب جماعت نے اسٹیج اور جلسہ گاہ کی تزئین و آرائش کے لئے بہت محنت سے کام کیا۔ مکرم امیر صاحب کونگو نے جلسہ سے چند دن قبل باندوندو تشریف لا کر بعض امور اپنی نگرانی میں درست کروائے۔

صوبہ کی تمام جماعتوں کو جلسہ کے پروگرام کی اطلاع کی گئی اس کے لیے جماعتوں کا دورہ کیا گیا، دورہ جات میں جلسہ سالانہ کی اہمیت اور اس کی برکات کا بیان کیا گیا اور شاملین جلسہ کے لیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کا ذکر کیا گیا اور جلسہ میں شمولیت کی تاکید کی گئی۔

مرکزی وفد

امسال نیشنل ہیڈکوارٹر سے جلسہ کے انتظامات میں مقامی صوبائی مبلغ صاحب کی معاونت کرنے کے لیے ایک وفد 22 فروری کو باندوندو پہنچا۔ مکرم امیر جماعت کونگو جلسہ سے پانچ دن قبل باندوندو شہر پہنچے۔ ائیرپورٹ لاؤنج میں مقامی ٹی وی نے آپ کا مختصر انٹرویو کیا۔

جلسہ کی ڈیوٹیوں کا افتتاح

عملاً جلسہ کی ڈیوٹی کا آغاز بہت پہلے ہو چکا تھا۔ تاہم جمعرات 27 فروری کی شام نماز عصر کے بعد جلسہ سالانہ کی ڈیوٹیوں کا باقاعدہ افتتاح مکرم ومحترم نعیم احمد باجوہ صاحب امیر و مشنری انچارج کونگو نے کیا۔ دعا کے ساتھ اس تقریب کا اختتام ہوا۔ اس کے بعد تمام کارکنان نے اجتماعی وقار عمل میں حصہ لیا۔

جلسہ کا پہلا دن۔ 28 فروری 2014

جلسہ کے دن کا آغاز نماز تہجد سے ہوا۔ نماز فجر کے بعد درس القران، درس الحدیث اور درس ملفوظات سے ہوا، ناشتہ کے بعد احباب جماعت نے نماز جمعہ کی تیاری کی۔ اس دوران جلسہ میں شمولیت کے لئے دور نزدیک سے قافلے آتے رہے۔

تقریب پرچم کشائی اور نماز جمعہ

بارہ بج کر پچاس منٹ پر پرچم کشائی کی تقریب ہوئی۔ مکرم امیر صاحب نے دعا کروائی۔ بعدازاں جلسہ گاہ میں مکرم امیر صاحب نے خطبہ جمعہ دیا اور نماز پڑھائی۔

پہلا سیشن

محترم امیر و مشنری انچارج کونگو کنشاسا کی زیر صدارت جلسے کے پہلے سیشن کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ تلاوت مکرم محمد BOLME بولمے صاحب نے کی اور فرنچ ترجمہ پیش کیا۔ حضرت اقدس مسیح موعو علیہ السلام کا پاکیزہ منظوم کلام اور فرنچ ترجمہ مکرم فرید احمد بھٹی صاحب مبلغ سلسلہ نے پیش کیا۔ مکرم ومحترم امیر صاحب کونگو نے افتتاحی تقریر کی۔ آپ کی تقریر کا رواں ترجمہ لوکل زبان لنگالا میں پیش کیا گیا۔ بعدازاں مندرجہ ذیل دو تقاریر لنگالا زبان میں ہوئیں:

= آنحضور ﷺ بطور رحمت اللعالمین از مکرم عبداللہ NDUKUTE صاحب

= نظامِ وصیت کی اہمیت از مکرم محمد بولمے BOLEME صاحب

نومبائعین کے تاثرات

وقت کی رعایت کے ساتھ بعض نومبائعین کو اپنے تاثرات بیان کرنے کا موقع دیا گیا۔

یاسین صاحب جماعت بسیالا BISYALA

''میں جماعت احمدیہ میں شامل ہو کر بہت خوش ہوں۔ خاص طور پر اس جلسہ میں شامل ہونے کی وجہ سے میں ایمان اور یقین میں بہت ترقی کی ہے۔''

احمد صاحب جماعت SIMOKUNI

''میں جلسہ میں شامل ہو کر بہت خوش ہوا ہوں۔ جلسے کے پروگرام اور تقاریر سے خدا تعالیٰ سے محبت کا ادراک پیدا ہوا ہے''۔

نوردین NIOKI

''میں پرانا احمدی ہوں لیکن بعض غلط فہمیوں اور اپنی غلطی کی وجہ سے جماعت سے رابطہ کٹ گیا۔ آج جلسہ میں شامل ہو کر اور تقاریر سن کر یوں محسوس ہوا جیسے یہ میری ہی لئے تھیں۔ میری بیماریوں کا علاج ہو گیا ہے۔ میں خدا تعالیٰ سے دور ہو گیا تھا ان شاء اللہ اب سے بہتر مسلمان بن کر جینے کی کوشش کروں گا''۔

مجلس سوال وجواب کا انعقاد

پروگرام کے مطابق سیشن کے اختتام پر مجلس سوال وجواب کا انعقاد کیا گیا۔ احباب جماعت نے بہت دلچسپی سے اس مجلس میں شرکت کی۔ احباب کے سوالات کے جوابات لنگالا اور فرنچ زبان میں دیئے گئے۔

مجلس سوال وجواب کے ساتھ اس سیشن کا اختتام ہوا۔ نماز مغرب وعشاء جمع کر کے ادا کی گئیں، اور مہمانوں کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

جلسہ کا دوسرا روز۔ ہفتہ 1 مارچ 2014

جلسہ کے دوسرے روز بھی پروگرام کے مطابق دن کا آغاز نماز تہجد سے ہوا۔ بعد نماز فجر درس قرآن کریم و درس حدیث اور درس ملفوظات سے ہوئے۔

جلسہ کا دوسرا سیشن

صبح ساڑھے دس بجے جلسے کے دوسرے سیشن کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا تلاوت مکرم مصطفی محمود صاحب لوکل مبلغ نے کی مکرم احمد IWINI صاحب نے تلاوت کا فرنچ ترجمہ پیش کیا۔

اس سیشن میں مجموعی طور پر چار تقاریر پیش کی گئیں۔

= خلافت کی اہمیت اور ہماری ذمہ داریاں از مکرم انس محمد MUSU صاحب۔

= اطاعت و فرمانبرداری از مکرم نور دین MANGETI صاحب۔

= آنحضور ﷺ کا خطبہ حجۃ الوداع از مکرم ہارون NKONGOLO صاحب

= احمدیت اور خدائی نصرت کی مثالیں از مکرم ظفر LONKILE صاحب

تیسرا اور اختتامی سیشن

جلسہ کا تیسرا اور آخری سیشن زیر صدارت مکرم امیر و مبلغ انچارج کونگو شروع ہوا تلاوت قرآن کریم مکرم حافظ مزمل شاہد صاحب مبلغ سلسلہ نے کی۔ تلاوت کا فرنچ ترجمہ مکرم عبداللہ NDUKUTE نے پیش کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام حمد وثنا اسی کو۔۔۔ مکرم فرید احمد بھٹی صاحب مبلغ سلسلہ نے ترجمہ کے ساتھ پیش کیا۔

اختتامی سیشن کی پہلی تقریر مکرم احمد ivini صاحب لوکل معلم نے فرنچ زبان میں "اسلام میں انسانی حقوق" کے موضوع پر کی۔ جلسے کی اختتامی تقریر جناب مکرم امیر صاحب کونگو نے کی۔

مہمان کرام

اللہ تعالیٰ کے فضل سے زندگی کے مختلف شعبہ جات سے تعلق رکھنے والے مہمانان کرام شامل جلسہ ہوئے۔ ان میں سرکاری افسران، پولیس اور آرمی کے اعلیٰ افسران، وکلاء، پروفیسرز، پادری حضرات، اور دیگر معززین شامل ہیں۔ وقت کی مناسبت سے بعض مہمانوں کو اپنے تاثرات پیش کرنے کا موقع ملا۔

باندوندو یونیورسٹی کے پروفیسر

''میں آج اس تعلیم کا بہت شکریہ ادا کرتا ہوں جو یہاں پیش کی گئی ہے۔ واقعی اگر ہم انصاف پر قائم ہو جائیں تو تمام معاملات درست ہو جائیں گے۔ جب ہم اپنے آپ کے ساتھ حق و انصاف کے ساتھ مخلص ہوں گے تو دوسروں کی بھی خدمت کرنے کے قابل ہوں گے۔ اور دوسروں کی تکالیف محسوس کر سکیں گے۔ آپکا بہت شکریہ۔''

پولیس میجر

''عام طور پر لوگ مسلمانوں کو دہشتگرد تسلیم کرتے ہیں آج جماعت احمدیہ کے جلسے میں شامل ہو کر معلوم ہوا ہے کہ اسلام محبت کا مذہب ہے۔ آج غلط فہمی دور ہوئی ہے۔''

صوبائی جنرل سیکرٹری USAID باندوندو

''بہت لوگ مسلمانوں کو باہر سے آئی ہوئی کوئی اور مخلوق خیال کرتے ہیں۔ مسلمانوں سے ہتک آمیز رویہ اختیار کرتے ہیں۔ لیکن جو خوبصورت پیغام آپ نے دیا ہے اس کو بہت پھیلانے کی ضرورت ہے۔ لوگوں کو سمجھانے کی ضرورت ہے۔''

میڈیا کوارڈینیٹر

''میں خود بعض معاملات میں ناانصافی کا شکار رہا ہوں۔ ذاتی طور پر میں آپ کے پیغام کی اہمیت اچھی طرح سمجھ سکتا ہوں۔ واقعی جب تک انصاف قائم نہیں ہوگا معاشرے میں امن قائم نہیں ہوسکتا۔''

روایتی مقامی چیف

آپ کئی گاؤں کے چیف ہیں۔ اور چیفس ایسوسی ایشن کے جنرل سیکرٹری بھی ہیں آپ اپنے روایتی لباس میں جلسہ پر تشریف لائے۔ انہوں نے کہا:

''میں جلسہ میں شامل ہو کر بہت خوش ہوں۔ مسلمانوں کے کسی پروگرام میں شامل ہونے کی پہلی دفعہ ہے۔ آپ کا محبت اور امن کا پیغام دل میں اتر گیا ہے۔ اس پیغام کو پھیلانے کی بہت ضرورت ہے۔''

نمائندہ امیگریشن صوبائی ڈائریکٹر

''میں آپ سب کا بہت شکریہ ادا کرتی ہوں۔ ہم سمجھتے تھے کہ معاشرے میں مسلمانوں کو کوئی اہمیت نہیں دینی چاہیے۔ لیکن آج معلوم ہوا ہے کہ مسلمان حقیقی خدا کی عبادت کرتے ہیں۔''

نائب کیبنٹ ڈائریکٹر فار گورنر آف باندوندو

''اسلام امن اور پیار کا مذہب ہے آج جماعت احمدیہ کے جلسے میں شامل ہو کر معلوم ہوا ہے۔ واقعی دنیا کو امن محبت اور پیار کے پیغام کی ضرورت ہے۔ آؤ ہم سب مل کر معاشرے میں محبت اور پیار کا پیغام دیں''

آرمی کیپٹن

''میں سمجھتا ہوں کہ آج صرف احمدیت ہی ہے جو دنیا کے تمام مذاہب کو ایک پلیٹ فارم پر اکھٹا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ اگر صحیح معنوں میں اقوام متحدہ قائم ہوگی تو وہ صرف احمدیت کی برکت اور کام سے ہوگی۔ میرے خیال میں احمدیت دنیا پر امن اور انصاف کے ساتھ حکومت کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ ذاتی مفادات کو ترجیح دی جاتی ہے لیکن آج جماعت احمدیہ بغیر کسی ذاتی مفاد کے امن عالم کے قیام کیلئے کوشاں ہے۔ اسی فلاسفی اور پیغام کے ساتھ امن قائم ہوسکتا ہے۔''

مقامی جرنلسٹ

''ہم جلسہ میں شرکت کرتے آرہے ہیں۔ اس بار پھر اسلام کے پیغام کو بڑی وضاحت کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ آج باندوندو شہر کی آبادی اس قابل ہو رہی ہے کہ وہ اسلام کے خوبصورت پیغام کو سمجھ سکے۔''

مجلس سوال جواب

اختتام سے قبل خاص طور پر مہمانوں کو سوالات کرنے کا موقع دیا گیا۔ چنانچہ مجلس سوال جواب منعقد ہوئی جس میں نے حاضرین کے سوالات کے تسلی بخش جوابات دئے گئے۔ حاضرین نے اس مجلس میں بہت دلچسپی ظاہر کی۔ اس مجلس نے اسلامی تعلیمات کو اور واضح کرنے میں مدد دی۔ تمام شاملین جلسہ نے اس مجلس سے بھرپور فائدہ اُٹھایا۔ آخر پر چند اہم مہمانوں کو سیدنا حضور انور کی نئی کتاب ''ورلڈ کرائسز اینڈ دی پاتھ وے ٹو پیس'' کا فرنچ ترجمہ "LA

باقی صفحہ 15 پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ: آ رہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج

از صفحہ نمبر 9

یورپ کے نیک فطرت لوگوں کو اسلام کی پرامن تعلیم نے متاثر کرنا شروع کر دیا ہے اور وہ اسلام کی آغوش میں پناہ گزیں ہونے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ اب وہ دن دور نہیں جب اسلام کا سورج ملک سے طلوع ہو کر تمام دنیا میں اللہ کے نور کے اجالوں کو پھیلا دے گا۔ انشاء اللہ

اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ اُس نے ہمیں ایک ایسے عظیم رہنما سے نوازا ہے کہ جس کی باتیں غیروں کے دلوں میں محبتوں کے چراغ روشن کر رہی ہیں اور غیر بھی یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ آپ کتنے خوش قسمت ہیں کہ آپ کو ایسا عظیم رہنما ملا ہے۔ ناروے سے ایک ممبر پارلیمنٹ جو کرسچن ڈیموکریٹک پارٹی کے صوبائی سیکرٹری بھی ہیں، کہتے ہیں:

”جماعت احمدیہ بہت خوش نصیب ہے کہ ان کو ایسا عظیم رہنما ملا ہے۔ حضور انور کا خطاب اور تقریب کا انتظام بہت اعلیٰ تھا۔ بغیر فعال اور مؤثر لیڈر شپ کے ایسا ممکن نہیں ہے۔“ (الفضل انٹرنیشنل 4 رجنوری 2013ء)

دل اللہ تعالیٰ کے تصرف اور قبضے میں ہیں جب اُس کی تقدیر جلوہ نما ہوتی ہے تو اُس کا دائرہ دور دور تک پھیل جاتا ہے اور بینا آنکھوں کو اُس کی قدرت نمائی کے واضح آثار دکھائی دینے لگتے ہیں۔ چنانچہ ہم نے دیکھا کہ امریکہ کے بلند ایوانوں میں بیٹھنے والے خدا تعالیٰ کے پیارے کے لئے دیدہ و دل فرش راہ کئے ہوئے تھے تو ہزاروں میل دور یورپین پارلیمنٹ کے معززین بھی اُن سے پیچھے نہ رہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح برٹش پارلیمنٹ میں رونق افروز ہوں ،خدا تعالیٰ کے مسیح موعود کا یہ دلارا کینیڈا میں تشریف لے جائے یا جرمنی کو اپنے بابرکت وجود سے رونق بخشے، ہر جگہ اور ہر ملک میں امن و آشتی کے اس شہزادے کی پذیرائی ہوتی ہے اور آپ کے پیغام امن کو سراہا جاتا ہے۔

مورخہ 5 ردسمبر 2013ء کو مسجد بیت الرشید Hamburg میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی موجودگی میں مسجد کی میناروں کی افتتاحی تقریب منعقد ہوئی۔ اس تقریب میں متعدد جرمن اور دیگر اقوام سے تعلق رکھنے والے احباب و خواتین نے شرکت کی۔ اس موقع پر صوبہ ہمبرگ کے IG، انسپکٹر جنرل پولیس جناب Wolfgang Kopitzch نے اپنا ایڈیس پیش کرتے ہوئے کہا:

” میرے جماعت سے بہت پرانے دوستانہ تعلقات ہیں۔ آج سے دو سال قبل ہم نے مل کر ایک درخت لگایا تھا جو اب بڑا ہو چکا ہے جو ہماری دوستی کے لئے ایک نشان ہے۔ آپ نے جو دو مینار عمارت کے باہر بنائے ہیں ان کی اس شہر کے لئے بہت اہمیت ہے کیونکہ میناروں کے حوالہ سے ایک لمبی بحث چلی تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ جرمنی ایک ایسا ملک ہے اس میں غیر ملکی زیادہ نہیں ہونے چاہئیں حالانکہ یہ غلط ہے۔ یہ میرے لئے ایک فکر کا مقام ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اسلام کو کس تصویر کے ساتھ پیش کیا جا رہا ہے۔ ہمارے اندر ایسے لوگ ملیں گے جو بہت دوستانہ تعلق رکھتے ہیں۔ ہم مل کر سچائی کے ساتھ کام کر سکتے ہیں اور اس شہر کی ترقی کے لئے کام کر سکتے ہیں۔ موصوف نے کہا کہ یہ میرے لئے بہت عزت کی بات ہے کہ آج خلیفۃ المسیح ہمارے درمیان موجود ہیں۔ اس مسجد میں جو دو مینار نصب کئے گئے ہیں اس کے لئے بھی مَیں نیک تمناؤں کا اظہار کرتا ہوں۔“ (الفضل انٹرنیشنل 11 رجنوری 2013ء)

ہمبرگ کے ایک ممبر پارلیمنٹ محترم Kazim Abaci صاحب نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا:

” پیارے حضور، سب قابل احترم ممبران جماعت! مَیں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے یہاں مدعو کیا اور اسلام کے معزز مہمان کی موجودگی میں مجھے کچھ کہنے کا موقع دیا...... احمدیہ جماعت ہمارے لئے ایک اہم جماعت ہے جو تشدد کے خلاف ہے اور مذہب اور سیاست کو علیحدہ علیحدہ رکھنے کی قائل ہے۔ ہم انشاء اللہ مل کر اپنے اس شہر کو ترقی دیں گے۔“

(الفضل انٹرنیشنل 11 رجنوری 2013ء صفحہ 14)

ہمبرگ کی صوبائی ممبر پارلیمنٹ محترمہ Christa Goetsch جو Grüne پارٹی کی پارلیمنٹ میں صوبائی انچارج بھی ہیں اور صوبہ کی وائس گورنر ہیں، اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا:

” معزز، قابل احترام خلیفۃ المسیح! میرے لئے آج یہ خوشی کا مقام ہے کہ گرین پارٹی کی طرف سے آپ کو خوش آمدید کہہ رہی ہوں اور نیک تمناؤں کا اظہار کر رہی ہوں۔ آج جو دو نئے مینار یہاں چمک رہے ہیں یہ ہمارے لئے بہت خوشی کی بات ہے۔ اس شہر کی خوبصورتی اور ترقی کے لئے کام کرنا ہم سب کی باہمی ذمہ داری ہے۔ ہماری خواہش ہے کہ اس شہر کی مساجد، اس شہر اور سوسائٹی کا حصہ بن جائیں اور نظر آئیں اور پیچھے پردہ میں نہ رہیں۔ ہمارے شہر میں سو سے زائد مذاہب اور قوموں کے لوگ رہتے ہیں۔ ہم مل کر کام کرتے ہیں اور اس میں مساجد بہت اچھا کام کرتی ہیں۔ یہ خوشی کی بات ہے کہ آپ کی مساجد سب کے لئے کھلی ہیں۔ جماعت یہاں امن، بھائی چارہ کے قیام کے لئے بہت کوشش کر رہی ہے۔ اس بات کی بھی خوشی ہے کہ آپ کی مسجد کو پڑوسیوں نے خوشی سے قبول کیا ہے ....میری خواہش ہے کہ آپ کی یہ مسجد امن کا مقام بنے۔“

(الفضل انٹرنیشنل 11 رجنوری 2013ء صفحہ 14)

ہمبرگ کی صوبائی اسمبلی کے ممبر پارلیمنٹ جناب Dr.Thomas-S-Kluth جو FDP پارٹی کے اہم لیڈر ہیں نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا:

” معزز، قابل احترام خلیفۃ المسیح! مَیں اپنی پارٹی کی طرف سے آج کی اس تقریب میں شمولیت کی دعوت دینے اور بات کرنے کا موقع دینے پر شکریہ ادا کرتا ہوں۔

ہیمبرگ میں آپ کی جو سب سے پرانی مسجد ہے وہ خوبصورت ترین مساجد میں سے ہے۔ اس کو ہم جانتے ہیں۔ آپ کی جماعت کئی سالوں سے کام کر رہی ہے۔ اسلام کا امن و سلامتی اور بھائی چارہ اور بردباری کا راستہ آپ نے دکھایا ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ آپ کی جماعت بڑھ رہی ہے۔ آپ نے دوسری مسجد بنائی ہے اور اس اعلان سے بھی بہت خوشی ہوئی کہ احمدیہ مساجد ہر ایک کے لئے کھلی ہیں۔ ان کے دروازے ہر مذہب والے کے لئے کھلے ہیں...... مَیں حضور انور کے ہیمبرگ شہر میں آنے پر بہت خوشی محسوس کر رہا ہوں۔“

(الفضل انٹرنیشنل 11 رجنوری 2013ء صفحہ 14)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب سننے کے بعد جرمنی کے نیشنل ممبر آف پارلیمنٹ Serkan Toeren نے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے بتایا کہ:

” حضور کا خطاب انتہائی متاثر کن تھا۔ اس نے ہم پر گہرا اثر کیا ہے۔ جس طرح حضور نے برٹش پارلیمنٹ اور امریکہ میں کیپٹل ہل میں خطاب کئے ہیں اس طرح اب مَیں نے کوشش کرنی ہے کہ حضور انور برلن (Berlin) میں جرمن پارلیمنٹ میں بھی خطاب کریں۔

ہیمبرگ کی صوبائی اسمبلی کے ممبر پارلیمنٹ جناب Hakan Temirel نے کہا کہ:

” حضور نے اپنے خطاب میں ہماری جو رہنمائی کی ہے آج اس رہنمائی کی پوری اسلامی دنیا کو ضرورت ہے۔“

اس تقریب میں شامل ایک Integration آفیسر نے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ:

” آپ کے خلیفۃ المسیح نے اسلام کی تعلیم کو انتہائی عمدہ اور خوبصورت انداز میں پیش کیا ہے جس سے بعض غلط فہمیوں کا ازالہ ہوا ہے۔ مجھے اس پروگرام میں شامل ہو کر بہت خوشی ہوئی ہے اور اسلام کی اصل تعلیم کا پتہ چلا ہے۔ اب ہم جماعت کے نمائندوں کو اپنے پروگراموں میں بلائیں گے تاکہ آپ وہاں آ کر بھی اسلام کی یہ تعلیم پیش کریں۔“

ہیمبرگ شہر کے علاقہ Harburg کی کونسل کے ایک نمائندہ نے کہا:

”مَیں آج کی رات بھول نہیں سکتا جس طرح کی عظیم شخصیت کو دیکھ کر آیا ہوں۔ چہرہ بہت نورانی تھا اور پھر جس طرح وہ الفاظ کی ادائیگی کر رہے تھے جو دلوں میں اُتر رہے تھے ایسا تو ہمارے مذہب کا کوئی نمائندہ نہیں کر سکتا۔ خلیفۃ المسیح نے جس طرح خاص طور پر اسلام کا تصور پیش کیا ہے اور اسلام کی حسین تعلیم پیش کی ہے کہ جس ملک میں رہتے ہو اس سے محبت کرنی چاہئے، یہ میرے لئے اسلام کی ایک نئی تصویر تھی۔“

ہیمبرگ کے ایک علاقے میں حکومتی دفاتر کے ہیڈ اپنی اہلیہ کے ساتھ اس تقریب میں شامل ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے بتایا کہ:

” ہم نے تو ایسا محسوس کیا ہے جس طرح شہد کی مکھیاں ہوتی ہیں اور ان کی ایک ملکہ ہوتی ہے۔ ساری مکھیاں اپنی ملکہ کے گرد گھومتی ہیں اور اس کے لئے اپنی جان دیتی ہیں۔ اسی طرح آپ کی ساری جماعت اپنے خلیفہ کے گرد کام کرتی ہے اور خلیفہ پر اپنی جان دیتی ہے اور کامل اطاعت کرتی ہے۔ جس طرح آپ نے ساری تقریب کا انتظام کیا، پھر کھانا کھلایا، پھر آپ نے وائنڈ اپ (Windup) کیا، پھر آپ نے چند منٹوں میں پورے ہال میں کارپٹ بچھا دیا۔ چند منٹوں میں لوگ صفوں میں بیٹھ گئے۔ آپ کے خلیفہ آئے اور نماز پڑھائی۔ مَیں نے اپنی زندگی میں اس طرح انتہائی منظّم طور پر، اتنی جلدی کام ہوتے نہیں دیکھے۔ آپ کے خلیفہ کی بھی صورتحال شہد کی ملکہ کی طرح ہے۔ ہم نے آج اطاعت کے کامل نمونے دیکھے ہیں کہ جماعت کس طرح اپنے خلیفہ کا احترام کرتی ہے اور اس پر فدا ہے۔“

ایک اور مہمان خاتون نے کہا:

”مَیں نے ایک ایسا نورانی چہرہ دیکھا ہے جس سے گہرا دلی اطمینان اور اعتماد ٹپک رہا تھا۔ آپ بہت پُرسکون تھے۔ آج ہمیں یہ معلوم ہوا ہے کہ انسانیت کو اس وقت صرف اس تعلیم کی اور روحانیت کی ضرورت ہے جو خلیفۃ المسیح نے بیان کی ہے۔“

ہمبرگ میں منعقد ہونے والی اس تقریب میں اسلامک کمیونٹی بورڈ کی ایک خاتون ممبر بھی تشریف لائی تھیں۔ آپ یونیورسٹی میں اسلامک ریسرچ پر کام کرتی ہیں۔ پہلے جماعت کی کافی مخالف تھیں اور احمدیوں کے خلاف باتیں کیا کرتی تھیں۔ اب کچھ عرصہ سے ان کا رویہ تبدیل ہوا ہے۔ انہوں نے حضور انور کا خطاب سنا تو اس کا گہرا اثر لیا، کہنے لگیں: ” ہمارے سارے خدشات دور ہو گئے ہیں۔ آپ کے خلیفہ کوئی عام آدمی نہیں ہیں، بہت بڑے روحانی لیڈر ہیں اور ذہین انسان ہیں ......مَیں نے خلیفہ کو چلتے ہوئے دیکھا ہے، بولتے ہوئے دیکھا ہے اور نماز پڑھاتے ہوئے دیکھا ہے۔ آج مَیں نے وہ لیڈر اپنی زندگی میں دیکھ لیا ہے۔ اسلامی دنیا میں اس جیسا لیڈر نہیں ہے۔“ (الفضل انٹرنیشنل 11 رجنوری 2013ء)

یہ صرف اور صرف تصرف الٰہی ہے کہ یورپ کے دل اسلام کی طرف مائل ہو رہے ہیں اور ان کے مغربی دماغوں کو اسلام کی تعلیم راس آتی جا رہی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم سب اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خلیفۂ برحق کی اقتداء اور رہنمائی میں، اطاعت کے کامل نمونے دکھاتے ہوئے حضور انور کے تمام ارشادات کو سنیں، سمجھیں اور اُن پر بدل و جان عمل پیرا ہوں کیونکہ ہماری تمام ترقیات اور کامیابیوں کا راز خلیفۂ وقت کی اطاعت میں پنہاں ہے۔

جناب سردار دیوان سنگھ مفتون ایڈیٹر ”ریاست“ دہلی کافی سال قبل پاکستان آئے تو وہ ربوہ بھی تشریف لائے۔ انہوں نے اپنے تاثرات پر مشتمل ایک طویل مضمون تحریر کیا جس کے آخر پر لکھتے ہیں:

” جماعت کے لوگ عام طور پر غریب یا درمیانہ حیثیت کے ہیں جو اپنی ضروریات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے بھی اپنی فدا ہونے والی قابلِ قدر سپرٹ کا ثبوت دیتے ہوئے اپنی جماعت کی خدمت کرنا اپنا ایمان اور فرض سمجھتے ہیں اور یہی سپرٹ احمدیت کے مذہبی جھنڈے کو ہندوستان اور پاکستان کے علاوہ اکثر غیر ممالک میں بھی بلند کرنے کا باعث ہے۔“ (ماہنامہ الفرقان ربوہ اپریل 1960ء صفحہ 13)

پس اسلام کی ترویج و اشاعت، اُس کی ترقی اور حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امن و آشتی کے جھنڈے کو پوری دنیا میں لہرانے کے لئے اسی فدایانہ جذبے اور سپرٹ کی ضرورت ہے جسے آج سے کئی سال پہلے ایک غیر نے محسوس کیا۔

❁❁❁❁

بقیہ: رپورٹ جلسہ کونگو

از صفحہ نمبر 14

CRISE MONDIAL ET LE CHEMIN VERS LA PAIX" تحفۃً دی گئی۔ مہمانوں نے اس کو بہت سراہا۔

دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ تمام مہمانوں کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

میڈیا کوریج

باندوندو کے مقامی ٹی وی اور ریڈیو نے جلسہ کی کوریج کی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ جماعت کونگو کو دن دوگنی اور رات چوگنی ترقیات سے نوازے۔ آمین

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
SHARIF JEWELLERS SINCE 1952
Aqsa Road Rabwah
0092 47 6212515
15 London Rd, Morden SM4 5HT
0044 20 3609 4712

نماز جنازہ حاضر وغائب

مکرم منیر جاوید صاحب پرائیوٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 08 مئی 2014ء کو ساڑھے دس بجے صبح مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر **مکرم محمود احمد ملک صاحب (ابن مکرم ملک عبد الحمید صاحب۔شرلی۔یوکے)** کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

مکرم محمود احمد ملک صاحب (ابن مکرم ملک عبدالحمید صاحب۔شرلی۔یوکے) یکم مئی 2014ء کو 79 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔اِنّاللّٰہِ وَ اِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔آپ تین سال قبل ربوہ سے اپنے بیٹے مکرم شاہد ملک صاحب کے پاس یوکے آئے تھے۔آپ نے 1950ء میں فرقان فورس میں شمولیت اختیار کی۔مسقط میں قیام کے دوران امام الصلوۃ اور شیخوپورہ میں زعیم انصار اللہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔اس کے علاوہ دفتر وقف عارضی ربوہ میں بھی کچھ عرصہ رضا کارانہ خدمت بجالاتے رہے۔نمازوں کے پابند، چندوں میں باقاعدہ، غریبوں کے ہمدرد، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔آپ مکرم ڈاکٹر مسعود احمد ملک صاحب (نائب امیر یوایس اے) اور مکرم رشید احمد ملک صاحب مرحوم (سابق امیر جماعت مسقط) کے بڑے بھائی تھے۔

نماز جنازہ غائب:

(1) مکرم غلام احمد باجوہ صاحب (آف داتہ زید کا ضلع سیالکوٹ)

7 اپریل 2014ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنّـالِلّٰـہِ وَ اِنّـا اِلَیْـہِ رَاجِعُوْن۔آپ کو داتہ زید کا میں صدر جماعت کے علاوہ کئی حیثیتوں سے خدمت بجالانے کی توفیق ملی۔خاموش طبع، مہمان نواز، خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار، محنتی، نیک اور مخلص انسان تھے۔آپ گھٹیالیاں سکول میں عربی اور اردو کے استاد بھی رہے۔نیکی، صلح جوئی اور انصاف پسندی میں علاقہ بھر میں اچھی شہرت کے حامل تھے۔مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور 4 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔آپ کے دو بیٹے واقف زندگی مربی ہیں۔جن میں سے ایک مکرم مظفر احمد صاحب باجوہ ساہیوال میں مربی ضلع ہیں اور دوسرے بیٹے مکرم منصور احمد باجوہ صاحب شارجہ میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(2) مکرمہ فتح بی بی صاحبہ (ربوہ)

7 مارچ 2014ء کو 93 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔اِنّاللّٰہِ وَ اِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔آپ پنجوقتہ نمازوں کی پابند، دعا گو، کثرت سے صدقہ وخیرات کرنے والی، بہت شفیق، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔مرحومہ موصیہ تھیں اور آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔ پسماندگان میں 3 بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔آپ مکرم غلام سرور صاحب (آف احمدیہ فرنیچر ھاؤس) کی والدہ تھیں۔آپ کے ایک پوتے عزیزم اسامہ سرور صاحب جامعہ احمدیہ ربوہ میں درجہ سادسہ کے طالبعلم ہیں۔

(3) مکرم عبد اللطیف اعوان صاحب (ابن مکرم کریم بخش صاحب مرحوم۔دارالفتوح غربی ربوہ)

22 جنوری 2014ء کو 72 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔اِنّاللّٰہِ وَ اِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔آپ حضرت میاں نظام الدین صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے تھے۔بہاولپور جماعت میں 40 سال جنرل سیکرٹری اور محلّہ فیکٹری ایریا (سلام) میں سیکرٹری اصلاح وارشاد کی حیثیت سے 5 سال خدمت کی توفیق پائی۔1974ء کے نامساعد حالات میں مولویوں سے ماریں بھی کھائیں۔انتہائی نیک، صوم وصلوۃ کے پابند، تہجد گزار، مالی قربانیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے مخلص اور باوفا انسان تھے۔خلافت سے بہت پیار اور محبت کا تعلق تھا۔مرحوم موصی تھے۔آپ مکرم حافظ عبدالحفیظ صاحب (مربی سلسلہ فجی) کے بھائی تھے۔

(4) مکرم مرزا امجد بیگ صاحب (ابن مکرم مرزا احسن بیگ صاحب آف کامٹا ضلع باران۔انڈیا)

4 اپریل 2014ء کو 75 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔اِنّاللّٰہِ وَ اِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔آپ نہایت مخلص اور باوفا انسان تھے۔جماعتی کاموں میں ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے۔ تبلیغ کا بے حد شوق تھا۔اپنے علاقہ کے مبلغین اور معلمین کے ممد ومعاون تھے۔مرحوم موصی تھے۔پسماندگان میں دو بیٹیاں اور 3 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(5) مکرم محمد اکرم اعوان صاحب (جرمنی)

27 مارچ 2014ء کو بقضائے الٰہی جرمنی میں وفات پاگئے۔اِنّـالِلّٰـہِ وَ اِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔آپ کے والد مکرم چوہدری عبدالستار اعوان صاحب ابھی چند ماہ کے ہی تھے جب یتیم ہوگئے۔ان کی کفالت بچپن میں ان کے ماموں حضرت ولی داد صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کی اور اس طرح آپ کے والد کو بہت ہی کم عمری میں احمدیت قبول کرنے کی سعادت حاصل ہوئی اور انہوں نے ہمیشہ صدق دل سے اس عظیم نعمت کی قدر کی۔آپ بہت منکسر المزاج، نافع الناس، خدمت گزار، نیک اور مخلص انسان تھے۔پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور 3 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔آپ کے ایک بیٹے مکرم محمد محسن اعوان صاحب (شعبہ حفاظت خاص لندن) میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(6) مکرم جمال الدین صاحب (ابن مکرم احمد دین صاحب مرحوم۔کراچی)

24 مارچ 2014ء کو 77 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔اِنّـالِلّٰـہِ وَ اِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔آپ کو جماعت نارتھ کراچی میں سیکرٹری اصلاح وارشاد اور سیکرٹری رشتہ ناطہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔آپ صوم وصلوۃ کے پابند، تہجد گزار، باقاعدگی سے تلاوت قرآن کریم کرنے والے، مالی قربانی میں پیش پیش، دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے نیک، مخلص اور فدائی احمدی تھے۔آپ کو تبلیغ کا بے حد شوق تھا اور تبلیغ کا کوئی بھی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے۔ خلافت سے انتہائی محبت اور احترام کا تعلق تھا۔MTA پر خطبہ جمعہ اور اخبار الفضل کا باقاعدگی سے مطالعہ کیا کرتے تھے۔مرحوم موصی تھے۔آپ مکرم عبدالجبار صاحب مرحوم کارکن فضل عمر ہسپتال ربوہ کے بہنوئی اور مکرم مبشر احمد بابر صاحب سیکرٹری امور عامہ (شکاگو۔امریکہ) کے والد تھے۔آپ کے ایک داماد مکرم چوہدری محمد آصف طاہر صاحب مربی سلسلہ ہیں اور اس وقت کنری میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(7) مکرمہ مسعودہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری صلاح الدین صاحب مرحوم۔مینجر بشیر آباد و محمد آباد اسٹیٹس)

8 اپریل 2014ء کو 90 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔اِنّـالِلّٰـہِ وَ اِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔آپ کے والد اپنے خاندان میں اکیلے احمدی تھے اور اپنے رشتہ داروں کی طرف سے شدید مخالفت اور تکالیف دئے جانے پر ہجرت کر کے قادیان چلے گئے تھے۔آپ نے محمد آباد اسٹیٹ میں لمبا عرصہ خدمت کی توفیق پائی اور کثیر تعداد میں لجنہ کو قرآن کریم ناظرہ اور باترجمہ پڑھایا۔آپ صوم وصلوٰۃ کی پابند، باقاعدگی سے تلاوت قرآن کریم اور ذکر الٰہی کرنے والی، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔خلافت سے گہری وابستگی تھی اور خطبہ جمعہ باقاعدگی سے سنتی تھیں۔پسماندگان میں 3 بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(8) مکرمہ نذیراں بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم سیٹھ محمد یوسف صاحب شہید۔امیر ضلع نوابشاہ)

26 مارچ 2014ء کو 71 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔اِنّاللّٰہِ وَ اِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔بہت نیک، صوم وصلوۃ کے پابند، منکسر المزاج، صابرہ وشاکرہ، دعا گو اور مخلص خاتون تھیں۔شادی کے بعد پہلے آپ کے دو بچے کم سنی میں وفات پاگئے۔پھر 2005ء میں بڑے بیٹے کی بیماری سے وفات ہوگئی۔پھر 2008ء میں ان کے شوہر کو شہید کر دیا گیا اور اب وفات سے صرف ایک ماہ پہلے ان کے جوان بیٹے کی وفات ہوگئی لیکن ان تمام مواقع پر صبر کا نہایت اعلیٰ نمونہ دکھایا اور ہمیشہ راضی برضائے مولا رہیں۔خلافت اور نظام جماعت سے بہت گہری دلی وابستگی تھی۔مالی قربانی میں ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصّہ لیتیں۔

(9) مکرمہ شاہینہ بشیر صاحبہ (اہلیہ مکر چوہدری حمید اللہ باجوہ صاحب مرحوم۔دارالعلوم شرقی مسرور۔ربوہ)

25 دسمبر 2013ء کو 60 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔اِنّـالِلّٰہِ وَ اِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔آپ حضرت چوہدری عبداللہ باجوہ صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پڑپوتی تھیں۔مرحومہ جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔مالی قربانی میں بھی آپ کا حصہ نمایاں ہے۔باجوہ کالونی میں جو مسجد تعمیر کی گئی اس کے سارے اخراجات آپ نے ادا کئے۔بہت نیک، پارسا غریب پرور خاتون تھیں۔اپنے بچوں کی بہت اچھی تربیت کی اور ان کے دل میں جماعت کی محبت اچھی طرح راسخ کی۔آپ کے ایک بیٹے مکرم شبیر احمد باجوہ صاحب لوکل انجمن احمدیہ ربوہ میں سیکرٹری امور عامہ کی حیثیت سے خدمت بجالا رہے ہیں۔

(10) مکرمہ صفیہ لطیف صاحبہ (اہلیہ مکرم عبد اللطیف صاحب ذیلدار چک نمبر 6/11-L ضلع ساہیوال)

یکم فروری 2014ء کو 58 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔اِنّـالِلّٰہِ وَ اِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔آپ حضرت نبی بخش صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نواسی تھیں۔ صوم وصلوۃ کی پابند، انتہائی سادہ، نیک، منکسر المزاج، مہمان نواز، غریب پرور، جماعتی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی مخلص خاتون تھیں۔آپ کے گھر کو مہمان نوازی کی وجہ سے دارالضیافت کا نام ملا ہوا تھا۔آپ کے ایک بیٹے مکرم رضا لطیف صاحب وقف جدید کے معلّم کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(11) مکرم بشیر احمد صاحب (ابن مکرم محمد علی صاحب۔ گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ)

یکم جنوری 2014ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔اِنّاللّٰہِ وَ اِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔آپ نظام جماعت سے تعاون کرنے والے اور مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے نیک مخلص انسان تھے۔

(12) مکرمہ سعدیہ ناصر صاحبہ (اہلیہ مکرم مختار احمد بیگ صاحب۔ناصر آباد شرقی ربوہ)

22 نومبر 2013ء کو 72 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔اِنّاللّٰہِ وَ اِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔آپ مکرم محمد الدین ناز صاحب (ایڈیشنل ناظر صاحب اصلاح وارشاد تعلیم القرآن ووقف عارضی ربوہ) کی بھابھی تھیں۔آپ کا جماعت اور خلافت سے مضبوط تعلق تھا۔ چندہ کی ادائیگی میں پیش پیش رہتی تھیں۔

(13) مکرم محمد عبد اللہ صاحب (ابن مکرم اللہ دتہ صاحب مرحوم۔حیدرآباد۔سندھ)

15 اکتوبر 2013ء کو 90 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔اِنّاللّٰہِ وَ اِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔آپ نماز باجماعت کے پابند، باقاعدگی سے چندہ جات کی ادائیگی کرنے والے خوش خلق اور مخلص انسان تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔آمین

☆......☆......☆

”قرآن ہی آپ کی پناہ ہے اور قرآن ہی آپ کا ہتھیار ہے“

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”آپ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرو ہیں اور قرآن کی لازوال اور بے مثال تعلیم کے آپ حامل ہیں۔اتنی عظیم تعلیم آپ کے پاس ہے، آپ کا فرض ہے کہ آپ یہاں کے باشندوں کو بتائیں کہ ان کی فلاح ونجاح اس تعلیم پر عمل پیرا ہونے کے ساتھ وابستہ ہے۔لیکن آپ محض زبانی تبلیغ سے انہیں اسلام کے حسن کا گرویدہ نہیں بنا سکتے۔آپ کو اسلام کے حسن سے حسن لے کر پہلے خود اپنی زندگیوں کو حسین بنانا ہوگا تب یہاں کے لوگ اسلام کے حسن سے متأثر ہوں گے۔آپ اسلام کے اصولوں کو توڑ کر اور اس کی بتائی ہوئی راہ کو چھوڑ کر تو انہیں اسلام کا حسن نہیں دکھا سکتے۔اسلام کے حسن کا مظاہر تو آپ کو خود اپنے وجودوں کے ذریعہ کرنا ہوگا اس کے بغیر وہ اس کے گرویدہ نہیں ہوں گے۔یہ امر یاد رکھیں کہ قرآن ہی آپ کی پناہ ہے اور قرآن ہی آپ کا ہتھیار ہے۔پہلے خود اس کی پناہ میں آئیں اور پھر دوسروں کو اس کی پناہ میں لانے کا وسیلہ بنیں۔آپ ایسا کریں اور پھر خدا تعالیٰ کے فضلوں اور اس کی رحمتوں کے کرشمے دیکھیں۔تم خدا سے پیار کرو، خدا تم سے پیار کرے گا۔خدا کہتا ہے کہ تم اپنی ہر چیز میری راہ میں قربان کردو اور پھر مجھ سے سب کچھ پالو۔اگر تم ایسا کر دکھاؤ گے تو یہ جہان اور اس کی ہر چیز تمہاری ہو جائے گی اور اگلا جہان بھی تمہارا ہی ہوگا۔“

(فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ۔جولائی 1980ء مسجد نور فرینکفرٹ)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات ورسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

....

محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 5/اگست 2010ء میں محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد کے بارہ میں مکرم حافظ عبدالحمید صاحب کا مضمون شامل اشاعت ہے۔

جب خاکسار مدرسۃ الحفظ کا طالبعلم تھا تو مَیں نے محترم مولانا صاحب کی خدمت میں آٹوگراف بک پیش کی کہ کوئی نصیحت لکھ دیں تو آپ نے یہ شعر لکھا۔

نہ کیوں ممتاز ہو اسلام دنیا بھر کے دینوں میں
وہاں مذہب کتابوں میں یہاں قرآن سینوں میں

1976ء میں 13 سال کی عمر میں میری ڈیوٹی پہلی دفعہ نماز تراویح پڑھانے کے لئے لگائی گئی۔ اس دوران بعض مسائل کی سمجھ نہ آئی تو مَیں محترم مولانا صاحب کے دفتر میں حاضر ہوا اور مسائل کا ذکر کیا۔ آپ نے حسب معمول بہت ہمدردی سے سمجھایا۔ دراصل آپ جماعت کے ہر فرد کو، خواہ اس کی عمر چھوٹی ہو، بھرپور اہمیت دیتے تھے اور اس سے پیار کا سلوک فرماتے تھے۔ چنانچہ اُنہی دنوں خاکسار کی والدہ صاحبہ نے ایک پریشان کُن خواب بار بار دیکھا تو مجھ سے ذکر کیا۔ مَیں اس وقت بچہ تھا گھبرا گیا اور مَیں نے محترم مولانا صاحب کے دفتر جاکر اُن سے ذکر کیا۔ آپ نے میری بات ہمدردی سے سنی اور فرمایا کہ خواب تو واقعی پریشان کُن ہے لیکن دعا اور صدقہ سے اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمادیتا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل فرمادیا۔

2002ء میں آپ جرمنی تشریف لائے تو ہنوور میں میرے ایک دوست نے اپنے دادا جان کا نام لے کر ذکر کیا کہ اُن کو حضرت مصلح موعودؓ کے زمانہ میں خدمت کا موقع ملا تھا۔ محترم مولانا صاحب نے فوراً اس نام کے دو تین بزرگوں کے بارہ میں تفصیل سے بتایا اور پوچھا کہ ان میں سے آپ کے دادا جان کونسے تھے؟ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کمال کا حافظہ عطا فرمایا تھا۔ اُس وقت آپ نے ہمیں بتایا کہ مَیں اس سے قبل بھی ہنوور آچکا ہوں اور پھر ہماری جماعت کے بعض دوستوں کا نام لے کر ان کا حال دریافت فرمایا۔

دوران گفتگو ایک دوست نے چند کتابوں کا نام لیا کہ یہ کتب یہاں نہیں ملتیں تو آپ نے کہا کہ اپنی الماری میں سے کوئی کتاب لے کر آئیں۔ وہ ایک کتاب لائے تو آپ نے پوچھا کہ کیا آپ نے یہ کتاب پڑھی ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں تو آپ نے فرمایا یہ نہ کہیں کہ فلاں کتاب نہیں ملتی بلکہ جو کتب آپ کے پاس موجود ہیں ان کا تو مطالعہ کریں۔

......☆......☆......☆......

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 12 نومبر 2010ء میں مکرم عبدالعزیز خان صاحب کا مضمون شائع ہوا ہے۔

آپ لکھتے ہیں کہ 60ء کی دہائی میں جماعت احمدیہ خوشاب نے سیرۃ النبیؐ کے سلسلہ میں مرکز سے عالم دین بھجوانے کی درخواست کی تو مرکز نے محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب کو بھجوایا جو اُس وقت بالکل جوان تھے، دبلے پتلے، سر پر پگڑی باندھے ہوئے۔ پہلے تو احباب پریشان ہوئے کہ یہ لڑکا ابھی ابھی مربی بنا ہے، اس نے کیا تقریر کرنی ہے۔ لیکن رات کو لاؤڈسپیکر لگا کر جلسہ شروع ہوا تو تلاوت اور نظم کے بعد محترم مولانا صاحب نے دو گھنٹے سیرۃ النبیؐ پر نہایت عالمانہ اور پُراثر تقریر کی جسے سن کر غیراز جماعت بھی عش عش کر اٹھے۔ دوسرے دن مولانا نے واپس جانا تھا لیکن رات کو یا شاید صبح ہی شہر کے غیراحمدی احباب نے کہا کہ آپ کے مولوی نے جو باتیں کی ہیں ہمارے علماء نے آج تک ہمیں نہیں بتائیں۔ مہربانی کرکے آج پھر اپنے مولوی صاحب کی تقریر کروائیں۔ چنانچہ آپ کی روانگی ملتوی کردی گئی اور دوسرے دن بھی سیرۃ النبیؐ کے مضمون پر آپ نے رات گیارہ بجے تک تقریر کی۔

......☆......☆......☆......

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 6 ستمبر 2010ء میں شامل اشاعت ایک مضمون میں مکرمہ خالدہ منور صاحبہ نے اپنے والد محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب کا تفصیلی ذکرخیر کیا ہے۔

آپ بیان کرتی ہیں کہ جب سے مَیں نے ہوش سنبھالا پیارے ابا جان کو دین کی خدمت اور خلافت کی اطاعت میں دن رات دیوانگی کی حد تک مصروف پایا۔

3/اپریل تا 3 مئی 1990ء تک گوجرانوالہ سنٹرل جیل میں 9 دیگر احباب کے ساتھ آپ بھی اسیر راہ مولیٰ بھی رہے۔ اس دوران حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے میرے بھائی ڈاکٹر سلطان احمد مبشر کو ایک خط میں تحریر فرمایا کہ:

’’شیر پنجرے میں بھی شیر رہتا ہے۔ اللہ کے شیروں سے ملنے جاؤ تو میرا محبت بھرا اسلام اور پیار دینا‘‘۔

آپ کی اسیری کے وقت ہماری امّی شدید بیمار تھیں اور ڈاکٹروں نے جواب دیدیا ہوا تھا۔ اُن کی وفات ابا جان کی رہائی کے 17 دن بعد ہوئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنے تعزیتی خط میں آپ کو لکھا: تمہاری خدمات میں تمہاری بیوی برابر کی شریک تھیں۔

ہماری امی نے ایک واقف زندگی کی بیوی ہونے کے ناطے بڑے صبر و شکر کے ساتھ وقت گزارا۔ پنجوقتہ نمازوں کی پابند اور تہجد گزار تھیں۔ جو کچھ گھر میں آتا اس پر شکر کرتیں۔ کبھی زبان پر حرف شکایت نہ آتا۔ ابا جان کے زیادہ تر رشتہ دار غیراز جماعت ہیں۔ اُن کی خدمت محبت کے ساتھ کرتیں اور ان کی خوشی اور غم میں شریک ہوتیں۔ جماعتی کام کرنے کے سلسلہ میں ہم بچوں کی راہنمائی کرتیں۔

جب ابا جان 2005ء میں جلسہ سالانہ قادیان تشریف لے گئے تو ’ہوشیار پور ٹائمز‘ اور ’ہندسماچار‘ نے ایک گھنٹہ آپ کا انٹرویو کیا اور انٹرویو کے بعد 500 روپے پیش کئے جو آپ نے چندہ خدمت درویشاں میں جمع کروادیئے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 27 مئی 2008ء کو خلافت صد سالہ جوبلی کے موقعہ پر دنیا بھر کے احمدیوں کو کھڑا کرکے جب عظیم الشان عہد لیا تو آپ نے اپنے سب بچوں کو مبارکباد دی اور آخری سانس تک خلافت سے وابستہ رہنے کی نصیحت کی۔

خدا تعالیٰ پر توکّل بہت زیادہ تھا۔ ہمیشہ خلیفۂ وقت کی دعاؤں کا سہارا لیتے۔ روزانہ صبح صدقہ نکالتے اور ہمیں بھی نصیحت فرماتے کہ صدقہ کیا کرو۔ نظام اور وقت کی بہت پابندی کرتے۔ مسجد مبارک میں امامت بھی کرتے رہے۔ فرماتے تھے کہ جو انسان وقت کی قدر نہیں کرتا اور وقت پر کام نہیں کرتا وہ لاکھوں کروڑوں روپے خرچ کرکے بھی گزرا ہوا لمحہ واپس نہیں لاسکتا۔ کسی بھی پروگرام پر جانے کے لئے مقررہ وقت سے کافی دیر پہلے تیار ہوکر بیٹھ جاتے تھے۔

نماز فجر سے فارغ ہوکر آپ کا معمول تھا کہ بہشتی مقبرہ جاتے اور سیر کرتے۔ واپس آکر قرآن کریم کی اونچی آواز میں تلاوت کرتے۔ چاہے کوئی موسم ہو، ہر روز غسل کرتے۔ صاف ستھرے کپڑے پہنتے۔ خوشبو کا استعمال کرتے اور خود کو پاک صاف رکھتے تھے۔ اپنی ہر اچکن میں عطر کی شیشی رکھتے۔

جو پکا ہوتا شکر کرکے کھالیتے۔ مرچ اور گھی کا زیادہ استعمال پسند نہ تھا۔ اپنے گلے کا بے حد خیال رکھتے تھے۔ خوراک بہت کم ہوتی۔ سر پر تیل لگا کر رکھتے۔ شہد کا استعمال اور وٹامن کی گولیوں کا استعمال ضرور رکھتے۔

طبیعت میں سادگی تھی۔ نمود و نمائش کو ہرگز پسند نہ کرتے تھے۔ بات سادہ انداز میں اور ناپ تول کر کرتے تھے۔ اپنی ذات کے لئے کوئی خواہش نہ تھی۔ خواہش تھی تو جماعت کی خدمت، تبلیغ اور خلیفۂ وقت کے ارشاد کی تکمیل کی تھی۔ آپ کبھی دفتر کی کوئی بات گھر آکر نہ کرتے تھے۔ بعض دفعہ امی جان نے آپ سے پوچھا کہ فلاں خاتون نے دفتر کی یہ بات بتائی ہے تو آپ شدید ناراضگی کا اظہار کرتے اور کہتے کہ نہ جانے کون سے ایسے لوگ ہیں جو دفتر کی پوشیدہ باتیں گھر آکر کرتے ہیں۔

آپ کی ذاتی لائبریری میں 8 ہزار سے زائد کتب موجود ہیں۔ مختلف موضوعات پر کتابیں علیحدہ علیحدہ رکھتے۔ ہر کتاب کا نام، جلد، نمبر اور سن اشاعت کا ان کو علم ہوتا تھا۔ اپنی تنخواہ میں سے کتابیں خرید کر اس لائبریری میں اضافہ کرتے۔ طبیعت میں نفاست اتنی زیادہ تھی کہ ہر شیلف میں ایک کپڑا رکھا ہوتا تھا۔ جب اس شیلف سے کوئی کتاب نکالتے تو کپڑے کے ساتھ اچھی طرح صاف کرلیتے۔

خلیفۂ وقت کی اطاعت کا اعلیٰ نمونہ تھے۔ جب خلیفۂ وقت کی طرف سے کوئی حکم آتا تو دنیا کے سب کام بھول جاتے حتیٰ کہ کھانے اور آرام کی پرواہ نہ کرتے۔

شدید گرمی کے موسم میں بھی روزے رکھتے اور اس حالت میں درس بھی دیتے۔ ایک رومال میں برف کا ٹکڑا باندھ کر پگڑی کے اندر رکھ لیتے تا سر ٹھنڈا رہے۔ لیکن کبھی بھی تکان کی شکایت نہ کرتے۔

ایک دفعہ ہمارے پڑوس میں کسی عورت نے اپنے بچے کو بہت بری طرح پیٹا۔ بچے کے رونے کی آواز سن کر کہنے لگے کتنے جاہل ہیں جو بچوں کو مارتے ہیں۔ اسی وقت جائے نماز بچھائی اور ہمیں کہا کہ آؤ نماز پڑھیں اور ان کے لئے دعا کریں۔

میری بڑی بہن کی شادی ہوئی تو ابا جان گجرات کے دورہ پر تھے۔ گھر میں آپ سے عرض کیا گیا کہ آپ خلیفۂ وقت سے درخواست کرکے دورے کی تاریخ آگے کروالیں۔ آپ نے کہا کہ میں ہرگز ایسا نہیں کرسکتا کیونکہ خلیفۂ وقت کی منظوری سے یہ پروگرام طے ہوا ہے۔ چنانچہ آپ جب دورہ ختم کرکے واپس آئے تو رخصتی کا وقت تھا۔ دوسری بہن کی شادی ہوئی تو ان دنوں میں آپ بیرون ملک دورہ پر تھے۔ جب دورے سے واپس آئے تو ایئرپورٹ سے سیدھے ربوہ چلے گئے اور بیٹی کو ملنے نہ گئے اور کہا کہ جماعت نے گاڑی بھیجی تھی اس لئے مَیں لاہور میں نہ رک سکتا تھا۔ مناسب یہ ہے کہ میں خود اپنے خرچ پر لاہور آکر اپنی بیٹی اور داماد سے ملوں۔ اور پھر دوبارہ ملنے کے لئے ربوہ سے اپنے خرچ پر تشریف لائے۔ جب جماعتی دورہ پر لاہور آتے تو ہمارے گھر نہ آتے۔

اپنے بچوں کے رشتے کرتے وقت ہمیشہ یہ دیکھا کہ اُس فیملی کا جماعت کے ساتھ تعلق کیسا ہے۔

ایک روز لجنہ کے اجلاس سے واپس آتے ہوئے پاؤں سلپ ہونے سے میری ٹانگ میں فریکچر ہوگیا۔ آپ میرے پاس لاہور تشریف لائے اور کہنے لگے کہ جب میری ٹانگ میں فریکچر ہوا تھا تو میں سائیکل پر نماز پڑھ کر آرہا تھا کہ کسی سائیکل سوار نے میری سائیکل کو ٹکر ماردی اور آپ بھی اجلاس سے واپس آرہی تھیں، ہم دونوں نیک مقصد کے لئے نکلے تھے۔ کہنے لگے کہ میں بے حد تکلیف میں تھا لیکن اس تکلیف میں میں نے سوچا کہ خدا تعالیٰ کتنا عظیم ہے کہ اُس نے مجھے کسی بڑی تکلیف سے بچالیا ہے۔ خدانخواستہ آنکھوں کا نقصان ہوجاتا اور بینائی ضائع ہوجاتی تو مَیں جماعت کی خدمت سے محروم ہوجاتا۔

وفات سے قریباً ایک سال قبل آپ کی خواہش پر میرے میاں منور احمد عباسی صاحب آپ کو جھنگ کے راستہ میں واقع ایک گاؤں سانبھل لے گئے جہاں آپ کے کچھ غیراز جماعت عزیز رہتے ہیں۔ آپ نے راستہ میں اُن سب 15 گھروں کے لئے پھلوں کے علیحدہ علیحدہ لفافے تیار کروائے۔ وہاں جاکر اُن کو تبلیغ کی۔ کتب بھی دیں اور شام کو مطمئن ہوکر واپس آئے۔

آخری بیماری میں نیم بیہوشی میں جانے سے قبل ہم سب بچوں کو صبر اور دعا کی تلقین کی اور کہا کہ مَیں تو خدا کی رضا پر راضی ہوں۔

......❀......❀......❀......

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 9/دسمبر 2010ء میں شامل اشاعت مکرم ناصر احمد سید صاحب کی ایک نظم بعنوان ’’اِک خدا‘‘ میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

ثُریا ہے جس کے لئے سرنگوں
مسیحا کا اس کو منارہ کہوں
زمیں کے کنارے سمٹنے لگے
وہ قدموں سے تیرے لپٹنے لگے
ہمارا لہو ہار سکتا نہیں
کوئی غم ہمیں مار سکتا نہیں
ہے کافی ہمارے لئے اِک خدا
خدا ہی ہمارا ہے مشکل کُشا

مکرمہ سلیمہ اختر صاحبہ

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 20 اکتوبر 2010ء میں مکرم ڈاکٹر سلطان احمد مبشر صاحب نے اپنی والدہ محترمہ سلیمہ اختر صاحبہ (اہلیہ محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب) کا تفصیلی ذکرخیر کیا ہے۔

میری امی 22 فروری 1935ء کو معروف شاعر مکرم ماسٹر محمد ابراہیم صاحب شاؔد کے ہاں پیدا ہوئیں جنہوں نے جلسہ سالانہ 1926ء کے موقعہ پر حضرت مصلح موعودؓ کے دست مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کیا تھا۔ امی کا نکاح 3 ستمبر 1953ء کو حضورؓ نے ہی پڑھا تھا۔ اُس وقت کی کمزور مالی حالت کا اندازہ اباجان کی اس تحریر سے کیا جاسکتا ہے جس میں لکھتے ہیں کہ: جو معمولی سی تنخواہ ملتی تھی وہ گزشتہ ماہ کے قرض کی ادائیگی میں دکاندار کو چلی جاتی تھی۔ گھر میں مدت تک گوشت پکنے کا سوال نہیں ہوتا تھا۔ سبزی دال جو ملتی اللہ کا نام لے کر صبر شکر سے گزارا کر لیتے تھے۔ پہلے بچہ کی پیدائش کا وقت قریب تھا۔ میرے ذہن میں یہ سوال اٹھنے لگا کہ بچے کی پیدائش پر اگر لڑکا ہوا تو دائی 10 روپے اور اگر لڑکی ہوئی تو 5 روپے لے گی۔ میرے پاس نہ تو پانچ روپے ہیں اور نہ دس۔ مَیں سوچتا رہتا تھا کہ یہ خرچہ کہاں سے پورا ہوگا؟

میری امی کو خلافت کے ساتھ عشق تھا۔ خلیفۂ وقت کے احکامات کی بجاآوری اپنے اوپر فرض کرلیتیں۔ کوئی بھی تحریک ہوتی بھرپور انداز میں اس پر لبیک کہتیں۔ غربت اور مالی کشائش نہ ہونے کے باوجود ہر مالی قربانی میں مقدور بھر حصّہ لیا۔

4 جون 1974ء کو میرے ماموں مکرم محمد الیاس عارف صاحب کو ٹیکسلا میں شہید کردیا گیا۔ امی نے بیحد صبر کا مظاہرہ کیا۔ آہ وبُکا کی بھی تو خدا کے حضور۔

میری بڑی ہمشیرہ کے لئے جرمنی سے رشتہ آیا۔ چونکہ بہنوئی پاکستان نہیں آسکتے تھے اس لئے طبعاً امّی کو پریشانی تھی کہ لڑکا بھی نہیں دیکھا اور لڑکی کس طرح جائے گی۔ اسی دوران اباجان کو حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ نے لندن بلوالیا اور پھر آپ جرمنی بھی گئے جہاں لڑکے سے مل لیا تو تسلی ہوگئی مگر امی ابھی متذبذب تھیں۔ اسی دوران مَیں نے حضورؒ کی خدمت میں اس بارہ میں لکھا تو جواب میں حضورؒ نے فرمایا کہ لڑکی کو جرمنی بھجوانے میں کوئی حرج نہیں۔ اس پر امّی نے فوراً بشاشت کا اظہار کردیا اور پھر لندن میں حضور نے ہی رخصتانہ کے انتظامات فرمائے اور اپنی دعاؤں سے رخصت کیا۔ حضورؒ کے طفیل امّی کو یہ موقع بھی مل گیا کہ انگلستان گئیں اور وہاں دونوں میاں بیوی حضورؒ کی براہِ راست شفقتوں کے مورد بنتے رہے۔

پنجوقتہ نماز امی کی غذا تھی۔ قرآن مجید سے بے پناہ عشق تھا۔ دعاؤں میں مصروف رہتیں۔ قناعت خود بھی اختیار کی اور ہمیں بھی اس پر کاربند کیا۔ محدود آمدنی اور وسائل میں لباس کا خیال بھی رکھا، مہمان نوازی بھی کی۔ ایک دفعہ اباجان سے کہا کہ فلاں مولانا صاحب کی بیوی نے بتایا ہے کہ میرے میاں کو حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب ماہانہ کچھ رقم بھجواتے ہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ آپ بھی کوشش کر دیکھیں۔ اباجان نے جواب دیا مَیں تو جو کچھ مانگوں گا اپنے خدا سے مانگوں گا۔

امی نے اباجان کا بہت خیال رکھا اور اُن کی دینی ذمہ داریوں کی بجاآوری میں اُن کو گھر کے کام کاج سے بری الذمہ کر رکھا۔ راشن، کپڑے، بچوں کی تعلیم کی ذمہ داریاں۔ مَیں اُن کا اکیلا بیٹا تھا جو چار بیٹیوں کے بعد ہوا تھا۔ میرے بعد ایک بہن بھی تھی۔ مجھ سے بہت پیار کیا مگر ہرگز ایسا نہیں کہ مزاج ہی بگڑ جائے۔ گھر کی مالی حالت ایسی تھی کہ نئے کپڑے قسمت سے ہی شاید عید پر نصیب ہوتے۔ ہم سب کے کپڑے وہ خود ہی سی لیا کرتیں۔ اُنہی کے ہاتھوں کے بُنے ہوئے سویٹر ہم زیب تن کرتے۔

امی صرف مڈل پاس تھیں مگر خط خوبصورت تھا۔ لجنہ کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیتیں اور کئی پروگراموں کی روح رواں ہوتی تھیں۔ محلّہ میں شادی اور غمی کے موقع پر پہلے پہنچ کر انتظامات سرانجام دیتیں۔ بیماروں کی عیادت بھی خود پر فرض کر رکھی تھی۔

پچاس کی دہائی میں دارالنصر ربوہ کے آخر پر چند گھر تھے جن میں سے ایک میں آپ اپنی بچیوں کے ساتھ رہیں۔ اباجان دورہ پر ہوتے یا دفتر سے رات گئے واپس آتے تو امی میری کم عمر بہنوں کے ساتھ دلیری سے گزارا کرتیں۔ 1974ء میں پولیس نے خلافت لائبریری کو گھیرے میں لے لیا تو امی ایک بہادر مرد کی طرح گھروں میں تسلی دینے نِکل پڑیں۔ سب کی ہمت بندھائی اور صبر کی تلقین کی۔ گھروں میں لجنہ کی ہدایات پہنچانے اور ان پر عمل درآمد کروانے کے لئے نہایت مستعد ہوتیں۔

آپ بہت سادہ تھیں مگر اس سادگی میں بھی ایک وقار تھا۔ کبھی کسی سے مرعوب نہیں ہوئیں، شیخی نہیں بگھاری، نہ ہی اپنی کمزور حالت کا رونا رویا۔ صاف لباس، صاف گھر، صاف دل۔ خرچ کے معاملہ میں احتیاط پسند تھیں۔ فضول خرچی کا تو کوئی موقع تھا نہ محل۔ کوارٹروں کے ابتدائی ایام میں نہ پانی تھا نہ گیس۔ نلکا کا فلٹر نمکین پانی ہونے کی وجہ سے اکثر بلاک ہوجاتا۔ لیکن کبھی شکوہ زبان پر نہیں آیا۔

شروع سے ہمارا گھر ہمارے رشتہ داروں کی آماجگاہ رہا۔ یہ رشتہ دار ہمارے ننھیال کے بھی ہوتے تھے اور ددھیال کے بھی۔ ہمارے ددھیال میں بہت سے عزیز ابھی بھی غیراحمدی ہیں۔ اُن سے میل ملاقات ایسی تھی کہ وہ اب بھی امّی کو یاد رکھتے ہیں۔ ہمارے بہت سے عزیزوں نے ہمارے ہاں رہ کر تعلیم پائی۔ محدود وسائل کے باوجود امّی کی زبان پر کبھی شکوہ نہیں آیا۔ ہم بہن بھائیوں کی طرح ہی بلکہ بعض اوقات ان سے بہتر سلوک ہوتا۔ ابّا جان کی عادت تھی کہ کوئی بھی آئے تو مشروب پیش کرنا ضروری سمجھتے۔ بعض اوقات تو ابھی دروازے پر دستک ہوتی تو شربت یا چائے لانے کا حکم صادر ہوجاتا۔ ہم مذاق میں کہتے کہ مہمان کو آ تو لینے دیں۔ جلسہ سالانہ کے ایّام میں تو گھر مہمانوں سے بھر جاتا اور صحن میں ایک چھولداری بھی لگوا لی جاتی۔ لنگرخانہ سے کھانا آتا تو تھا مگر بیماروں کے لئے اور اس کے علاوہ مہمانوں کے مزاج کے مطابق کھانے کا خاص اہتمام کرتیں۔

امّی میں احسان مندی کا جذبہ بہت تھا۔ جس کِسی نے بھی اُن سے ادنیٰ سا خیر بھی کیا، اُن کا تذکرہ ممنونیت کے ساتھ کرتیں۔

ہمارے بزرگ والدین کو خدا تعالیٰ نے ایک دوسرے کے لئے ہی بنایا تھا۔ ایک دوسرے کے مزاج کو سمجھنے والے، ایک دوسرے کا احترام کرنے والے۔ مَیں نے کبھی لڑتے دیکھا نہ بلند آواز میں آوازہ کستے۔ تنہائی میں کبھی اختلاف کا اظہار کر لیتے ہوں تو پتہ نہیں۔ امی نے خود کو ابا کی خدمت کے لئے وقف کر رکھا تھا۔ روزانہ دس گیارہ بجے دفتر میں چائے یا دودھ بھجواتیں۔ دوپہر کے وقت کھانے کا خاص اہتمام کرتیں کیونکہ ابا جان مرچ زیادہ نہیں کھاتے تھے۔ انہیں توّے پر گرم تازہ روٹی پکا کردیتیں۔ رات کو اباجان بہت دیر سے گھر لوٹتے۔ اُس وقت چائے یا دودھ وغیرہ پیش کرنا یا کسی اَور چیز کا بنا کر دینا۔ سردی ہو یا گرمی، ابا جان پانی گرم پیتے تھے۔ لہٰذا اس کا خاص خیال رکھتیں۔ یہ سب کچھ لکھ دینا نہایت آسان ہے مگر ایک جہدِ مسلسل تھا جو امی جان کی زندگی کا بہت بڑا خاصہ تھا۔ یوں لگتا تھا کہ اُنہیں کسی اَور کی کوئی پروا نہیں۔ دُھن ہے تو بس یہی کہ اپنے واقفِ زندگی شوہر کا ہر لمحہ خدمتِ دین میں صَرف ہو۔

ابا جان کو تین دفعہ اسیر راہ مولیٰ ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ 1982ء میں ایک دن حوالات میں گزارنا پڑا۔ پھر 1988ء میں گوجرانوالہ میں اسیر بنے اور چار دن بعد رہائی ملی۔ 1990ء میں امی بیمار ہی تھیں کہ اباجان کو دو سال قید بامشقت اور پانچ ہزار روپے جرمانے کی سزا سنا کر سنٹرل جیل گوجرانوالہ میں پابندِ سلاسل کردیا گیا۔ اس خبر نے امّی کی بیماری کو اَور بھی بڑھا دیا۔ لیکن اس کے باوجود صبر وتحمل کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔

غرباء سے ہمدردی اور خدمتِ خلق ان کی وہ خوبیاں تھیں جن کی یاد میرے دل میں ابھی بھی تازہ ہے۔ باوجود عُسرت کے، غرباء کی امداد اور دیگر لوگوں کی خدمت کرکے لذّت محسوس کرتیں۔ پیسے نہ ہوتے تو کھانا پیش کردیا، گندم نکال کردے دی، کپڑے حاضر کردیئے۔ ایسا بھی ہوا کہ اُن کے لئے کپڑے اپنے ہاتھ سے سی کر مدد کردیتیں۔

صفائی اُن کی عادتِ ثانیہ تھی۔ سارے گھر میں جھاڑو لگانا، اپنے ہاتھوں سے گھر کے تمام افراد کے کپڑے دھونا۔ کھانا پکانا اور کھلانا، برتنوں کی دُھلائی، بستروں کی ستھرائی وغیرہ، ہر چیز کو ترتیب اور قرینے سے رکھنا اُن کا معمول تھا۔

امی اپنے بہن بھائیوں میں بڑی تھیں۔ اپنے سسرال میں بڑی بہو تھیں۔ لیکن صلح جوئی ہمیشہ پیش نظر رکھی۔ گھروں میں کئی تلخ باتیں ہوجاتیں یا اگر کسی نے امی کے بارہ میں ناواجب بات کر بھی دی تو کمال حوصلہ کے ساتھ اُسے اس طرح فراموش کردیا کہ پھر کبھی اس بارہ میں بات نہیں کی۔ اپنی ساس اور سُسر کا بہت خیال رکھا۔ ہمارے دادا مکرم حافظ محمد عبداللہ صاحب (معلم اصلاح وارشاد) کا خاص خیال رکھتیں۔

اپنی اکلوتی نرینہ اولاد سے کسے پیار نہیں ہوتا۔ امّی نے مجھے بہت پیار دیا مگر لاڈ کا ایسا مظاہرہ نہیں کیا جو بگاڑ کر رکھ دے۔ اپنی بچیوں سے بھی برابر شفقت کا سلوک کیا۔ اور اس میں کوئی فرق نہیں رکھا۔

22 مئی 1990ء کو 55 سال کی عمر میں آپ کی وفات ہوئی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین عمل میں آئی۔ حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ نے میرے والد محترم کے نام تعزیتی خط میں تحریر فرمایا: ’’......مرحومہ نے آپ کی خدماتِ دینیہ میں پورا پورا تعاون کیا اور بچوں کی نیک تربیت کرکے اپنے پیچھے اچھی یاد چھوڑی ہے‘‘۔

مکرم چودھری بشارت احمد صاحب

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 31/اگست 2010ء میں مکرم چودھری شبیر احمد صاحب نے اپنے چھوٹے بھائی مکرم چودھری بشارت احمد صاحب کا ذکرخیر کیا ہے جو 23 جون 2010ء کو بعمر 91 سال وفات پاگئے۔

مضمون نگار رقمطراز ہیں کہ محترم چوہدری بشارت احمد صاحب مجھ سے دو سال چھوٹے تھے۔ زندگی بھر غیرمعمولی قربت رہی۔ ہم دونوں سیالکوٹ چھاؤنی میں حضرت حافظ عبدالعزیز صاحبؓ کے ہاں پیدا ہوئے۔ ایک ہی سکول میں تعلیم پائی۔ دونوں نے مرے کالج سیالکوٹ سے B.A. کیا اور پھر دونوں ہی ملٹری اکاؤنٹس میں ملازم ہوگئے۔ دونوں کی شادی اپنے چچا حضرت عبدالحمید صاحبؓ کی بیٹیوں سے ہوئی اور بالآخر دونوں نے ربوہ کو اپنا مسکن بنالیا (خاکسار نے وقف زندگی کی حالت میں اور میرے بھائی نے اپنے محکمہ سے ریٹائرمنٹ کے بعد)۔

مرحوم موصی تھے۔ بہشتی مقبرہ میں آپ کی تدفین ہوئی۔ لندن میں حضرت خلیفۃالمسیح الخامس ایدہ اللہ نے نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

مرحوم بڑی خوبیوں کے مالک تھے دعوت الی اللہ کا بڑا شوق تھا، مخلوق خدا سے ہمدردی رکھتے تھے، جماعت سے غیرمعمولی لگاؤ تھا، خلافت کا غیرمعمولی احترام اور جذبہ اطاعت تھا۔ سرکاری ملازمت کے دوران مختلف شہروں میں تعیناتی کے دوران ہر مقام پر خدمت دین میں کماحقہٗ حصہ لیتے۔ فیروز پور چھاؤنی میں قائد خدام الاحمدیہ اور کوہاٹ میں قیام کے دوران صدر جماعت رہے۔ خاموش طبیعت تھے تاہم ان میں مزاح کا عنصر بھی تھا لطیفہ سنا کر کھل کھلا کر ہنسنے کی بجائے ان کے ہونٹوں پر ایک معصوم سی مسکراہٹ رہا کرتی تھی۔ مہمان نوازی کا ایک خاص وصف تھا۔ حسن اتفاق سے ان کی اہلیہ محترمہ بشریٰ بیگم صاحبہ بھی بڑی مہمان نواز تھیں جو اپنے شوہر کی وفات سے قریباً دو سال پہلے وفات پاگئیں۔ ان کی اولاد کوئی نہیں تھی تاہم دونوں میاں بیوی نے میرے بچوں میں سے دو بچوں کو کم عمری میں اپنے پاس رکھا اور بہت اچھی تربیت کی۔ مرحوم کو مطالعہ کا بے حد شوق تھا۔ موسم کی پرواہ کئے بغیر بڑے اہتمام سے روزانہ خلافت لائبریری جاتے تھے۔ ◎

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 6/اگست 2010ء میں شامل اشاعت، بیٹی کی رخصتی پر کہی جانے والی، مکرم عبدالصمد قریشی صاحب کی ایک دعائیہ نظم سے انتخاب پیش ہے:

راحتوں کے حسیں گلستاں میں رہو
تم سدا عافیت کے مکاں میں رہو
سر پہ رحمت کا سایہ سلامت رہے
ساتھ تیرے خدا کی حفاظت رہے
بس ہمیشہ اسی کی اماں میں رہو
راحتوں کی حسین گلستاں میں رہو
تم سدا عافیت کے مکاں میں رہو
تیرے جیون کا مقصد ہو صدق و وفا
تیرے پیش نظر ہو خدا کی رضا
فکر و احساس کے تم جہاں میں رہو
راحتوں کے حسیں گلستاں میں رہو
تم سدا عافیت کے مکاں میں رہو

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
June 6, 2014 – June 12, 2014

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday June 6, 2014

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-ul-Hadith
00:50	Yassarnal Quran: A children's programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
01:15	Huzoor's Tours Of West Africa: A programme documenting Huzoor's tour of Ghana in 2008.
02:20	Japanese Service
03:20	Tarjamatul Quran Class: Recorded on May 13, 1997.
04:20	Hijrat: An Urdu discussion highlighting some of the problems faced by immigrants in the West.
04:55	Liqa Maal Arab: Recorded on February 29, 1996.
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25	Yassarnal Quran: A children's programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
07:00	Inauguration Of Baitul Aman Mosque: Address delivered to locals and dignitaries by Huzoor at the inauguration of Baitul Aman Mosque in Hayes, London. Recorded on March 4, 2012.
08:20	Rah-e-Huda: An interactive talk show answering questions about beliefs of Ahmadiyya Muslim Community, thus rectifying misconceptions.
09:50	Indonesian Service
11:00	Live Proceedings from Germany
12:00	Live Friday Sermon
13:00	Live Proceedings from Germany
14:15	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
14:30	Shottor Shondhane
15:50	Dua-e-Mustaja'ab: A programme about the acceptance of prayers of the companions of the Promised Messiah.
16:20	Friday Sermon [R]
17:30	Yassarnal Quran
18:00	World News
18:30	Live Al-Hiwar-ul-Mubashir: A live Arabic discussion programme.
20:30	Dua-e-Mustaja'ab
21:00	Friday Sermon [R]
22:20	Rah-e-Huda

Saturday June 7, 2014

00:00	World News
00:20	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
00:30	Yassarnal Quran
01:00	Inauguration Of Baitul Aman Mosque
02:10	Friday Sermon: Recorded on June 6, 2014.
03:20	Rah-e-Huda
04:50	Liqa Maal Arab: Session no. 134.
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30	Al-Tarteel: An English programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
07:00	Jalsa Salana UK Address: Recorded on September 7, 2012.
08:00	International Jama'at News
08:30	Story Time: A children's programme featuring Islamic stories, teaching various aspects of religious and moral values.
09:05	Question And Answer Session: Recorded on December 3, 1995.
10:10	Indonesian Service
11:10	Friday Sermon: Recorded on June 6, 2014.
12:25	Tilawat Recitation of the Holy Quran.
12:35	Al-Tarteel
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan: A poem request programme.
14:00	Shotter Shondhane
15:05	Kuch Ya'adain Kuch Ba'atain
16:00	Live Rah-e-Huda
17:30	Al-Tarteel
18:00	World News
18:20	Jalsa Salana UK Address [R]
19:30	Faith Matters: An informative and contemporary English question and answer programme exploring various matters relating to faith and religion.
20:30	International Jama'at News
21:00	Rah-e-Huda
22:30	Story Time
23:05	Friday Sermon [R]

Sunday June 8, 2014

00:20	World News
00:40	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
01:00	Al-Tarteel
01:25	Jalsa Salana UK Address
02:25	Story Time
03:00	Friday Sermon: Recorded on June 6, 2014.
04:10	Kuch Ya'adain Kuch Ba'atain
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 135.
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25	Yassarnal Quran
06:55	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam: Recorded on June 23, 2013.
08:10	Faith Matters
09:15	Question And Answer Session: Recorded on January 12, 1996.
10:15	Indonesian Service
11:20	Friday Sermon: Spanish translation of Friday sermon delivered on June 14, 2013.
12:15	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:35	Yassarnal Quran
13:00	Friday Sermon: Recorded on June 6, 2014.
14:05	Shotter Shondhane
15:10	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam [R]
16:25	Ashab-e-Ahmad
17:00	Kids Time: A children's program teaching various prayers, Hadith, general Islamic knowledge and arts and crafts.
17:30	Yassarnal Quran
18:00	World News
18:30	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam [R]
19:45	Real talk
20:45	Roots To Branches
21:10	The Holy Quran
21:55	Friday Sermon [R]
23:05	Question And Answer Session [R]

Monday June 9, 2014

00:05	World News
00:20	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
00:35	Yassarnal Quran
01:05	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam
02:20	Roots To Branches
02:45	Friday Sermon: Recorded on June 6, 2014.
03:50	Real talk
04:50	Liqa Maal Arab: Session no. 136.
06:00	Tilawat & Dars
06:35	Al-Tarteel
07:00	Jalsa Salana Nigeria Address: Recorded on May 3, 2008.
08:00	International Jama'at News
08:35	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
09:00	Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on July 06, 1998.
10:05	Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon delivered on March 21, 2014.
11:15	Malayalam Service
12:00	Tilawat & Dars
12:35	Al-Tarteel
13:00	Friday Sermon: Recorded on August 29, 2008.
14:00	Shotter Shondhane
15:05	Malayalam Service
15:35	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
16:00	Rah-e-Huda
17:30	Al-Tarteel
18:00	World News
18:20	Jalsa Salana Nigeria Address [R]
19:30	Real Talk: A talk show series discussing social issues affecting today's youth.
20:30	Rah-e-Huda
22:05	Friday Sermon [R]
23:05	Malayalam Service
23:35	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood

Tuesday June 10, 2014

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars
00:50	Al-Tarteel
01:20	Jalsa Salana Nigeria Address
02:25	Kids Time
03:00	Friday Sermon: Recorded on August 29, 2008.
04:00	Quiz Khilafat Jubilee
04:35	Liqa Maal Arab: Session no. 137.
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Quran
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam: Recorded on June 23, 2013.
08:15	Noor-e-Mustafwi
08:30	Australian service
09:00	Question And Answer Session
10:00	Indonesian service
11:00	Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on June 6, 2014.
12:10	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30	Yassarnal Quran
13:00	Real Talk: A talk show series discussing social issues affecting today's youth.
14:00	Shotter Shondhane
15:15	Spanish Service
15:50	Rabwah Ke Shabo Roz
16:30	Guftugu
17:00	Aao Kahani Sunain
17:30	Yassarnal Quran
18:00	World News
18:20	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam [R]
19:35	Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on June 6, 2014.
20:35	Australian Service
21:05	From Democracy To Extremism: An interactive discussion programme examining the violation of the fundamental rights of the Ahmadiyya Muslim Community in Pakistan in 1974.
22:00	Aao Kahani Sunain
22:30	Guftugu
23:00	Question And Answer Session

Wednesday June 11, 2014

00:00	World News
00:15	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50	Yassarnal Quran
01:15	Noor-e-Mustafwi
01:30	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam
02:45	Rabwah Ke Shabo Roz
03:15	Australian Service
03:50	Guftugu
04:15	Aao Kahani Sunain
04:50	Liqa Maal Arab: Session no. 138.
06:00	Tilawat & Dars
06:30	Al-Tarteel
07:00	Jalsa Salana UK Address: Recorded on September 08, 2012.
08:00	Real Talk
09:00	Question And Answer Session: Recorded on December 3, 1995.
10:05	Indonesian Service
11:05	Swahili Service
12:15	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:30	Al-Tarteel
13:00	Friday Sermon: Recorded on August 29, 2008.
14:00	Shotter Shondhane
15:05	Deeni-O-Fiqahi Masail: A discussion programme on issues related to Islamic jurisprudence.
15:45	Kids Time
16:30	Faith Matters: A contemporary and informative English question and answer programme exploring various matters relating to faith and religion.
17:30	Al-Tarteel
18:00	World News
18:20	Jalsa Salana UK Address [R]
19:30	Real Talk
20:30	Deeni-O-Fiqahi Masail
21:05	Kids Time
22:00	Friday Sermon [R]
23:00	Intikhab-e-Sukhan

Thursday June 12, 2014

00:10	World News
00:30	Tilawat & Dars
01:00	Al-Tarteel
01:30	Jalsa Salana UK Address
02:25	Deeni-O-Fiqahi Masail
03:00	Kasre Saleeb
03:55	Faith Matters
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 139.
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Quran
07:00	Jalsa Salana Nigeria Address: Concluding address delivered by Huzoor on the occasion of Jalsa Salana Nigeria 2008.
07:55	Beacon Of Truth
09:00	Tarjamatul Quran Class: Recorded on May 28, 1997.
10:05	Indonesian Service
11:05	Pushto Muzakarah
12:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30	Yassarnal Quran
12:55	Beacon Of Truth
14:00	Friday Sermon: Bengali translation of Friday sermon delivered on June 6, 2014.
15:05	Hijrat
15:40	Maseer-e-Shahindgan
16:10	Tarjamatul Quran Class [R]
17:15	Yassarnal Quran
18:00	World News
18:25	Jalsa Salana Nigeria Address
19:30	Faith Matters
20:30	Hazrat Masih Nasiri Ka Asal Pegham
21:05	Hijrat
21:40	Tarjamatul Quran Class [R]
22:55	Beacon Of Truth

Please note MTA2 will be showing French & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587

Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 21 | Friday 30 May , 2014 | Issue No. 22

جماعت احمدیہ جزائر فجی کے زیر اہتمام جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نہایت بابرکت و کامیاب انعقاد

جماعت احمدیہ فجی کی 53 سالہ تاریخ میں پہلی دفعہ کسی جماعتی تقریب میں سربراہِ مملکت کی شمولیت

☆......منسٹری آف ایجوکیشن، منسٹری آف ہیلتھ، منسٹری آف ٹرانسپورٹ، منسٹری آف سوشل ویلفئر، منسٹری آف لیبر اور منسٹری آف ڈیفنس کے افسران کی شمولیت۔☆......امریکہ، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، فرانس اور انڈیا کے ہائی کمشنرز کے نمائندگان کے علاوہ چین، جاپان، طوالو، پاپوانیوگینی، سولومن آئی لینڈ، کری پاس، تاویونی، اور ناروے کے ہائی کمشنرز کی شمولیت۔☆......الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے ذریعہ فجی اور اس کے باہر لاکھوں لوگوں تک اسلام احمدیت کا پُرامن پیغام پہنچا

(مرتبہ: فضل اللہ طارق امیر و مشنری انچارج۔ فجی)

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امسال 12 ربیع الاوّل کے حوالے سے مؤرخہ 13 جنوری 2014ء کو جماعت احمدیہ فجی نے جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انعقاد کیا۔

جلسہ کی تیاری :

پیارے آقا، حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں اِس جلسہ کی کامیابی کے لئے عاجزانہ دُعا کی درخواست کی جاتی رہی۔ اِس جلسہ کی تیاری کئی روز قبل شروع کر دی گئی تھی اور جلسہ سے چند روز پہلے وقارِعمل کے ذریعہ مسجد فضلِ عمر اور اس کے احاطے کی تزئین و آرائش کی گئی۔

مہمانوں کو کئی روز قبل دعوت نامے تقسیم کیئے گئے۔ احبابِ جماعت کو توجہ دلائی گئی کہ وہ اپنے دوستوں کو جلسہ کی دعوت دیں اور زیادہ سے زیا مہمانوں کو جلسہ میں لائیں۔

صدرِ مملکت جزائر فجی His Excellency Ratu Epeli Nailatikau

عزت مآب صدرِ مملکت رَاتُو اَیپلِی نَئی لَاتِیکاؤ (His Excellency Ratu Epeli Nailatikau) کو اس جلسہ میں بطور مہمان خصوصی تشریف لانے کی دعوت دی گئی جو انہوں نے قبول فرمائی۔

جلسہ کی کارروائی :

فجی میں جنوری کا مہینہ گرمی کا مہینہ ہوتا ہے اور جلسہ سے چند دن پہلے بہت زیادہ گرمی تھی جس کی وجہ سے موسم خراب ہونے سے سائیکلون کے آنے کا بھی خدشہ تھا پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دُعا کی درخواست کی گئی۔ الحمد للہ کہ جلسہ سے ایک دن پہلے بارش ہوئی اور موسم خوشگوار ہو گیا۔ مؤرخہ 13 جنوری 2014ء کو خاکسار نے چند نیشنل مجلس عاملہ کے ممبران کے ہمراہ صدرِ مملکت کا استقبال کیا۔ اور نعروں کی گونج میں صدرِ مملکت اسٹیج پر تشریف لائے وقتِ مقررہ پر تلاوتِ قرآنِ کریم سے جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا آغاز ہوا۔ افتتاحی کلمات اور نظم کے بعد اِس جلسے کی پہلی تقریر مہمان اسپیکر محترم پرمیش چند Permesh Chand صاحب نے کی۔ محترم پرمیش چند پبلک سروس کمیشن کے پرمننٹ سیکرٹری ہیں۔ آپ نے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق غیر مسلم مشہور شخصیات کے بعض حوالے پیش کیئے جن میں انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خوبصورت خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔

جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک منظر

اس جلسہ کے مہمانِ خصوصی عزت مآب صدرِ مملکت نے اپنے خطاب میں جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک باد دی اور خاص طور پر جماعت احمدیہ فجی کی معاشرے میں اسلام کی امن پسند تعلیمات کے پرچار کو سراہا۔ اور فجی میں جماعت کے پرائمری اور سیکنڈری سکولوں کا ذکر کرتے ہوئے فجی کی مذہبی اور دنیاوی ترقی میں جماعت احمدیہ کی لیڈرشپ کی لگاتار اور مستقل کوششوں کی تعریف کی۔

عزت مآب صدرِ مملکت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے حوالے سے اِس حقیقت کو بھی بیان کیا کہ انسان کے مذہبی عقائد کا اظہار اُس کی روزمرّہ کی زندگی میں ہوتا ہے کہ وہ دوسروں سے کیسے تعلقات رکھتا ہے۔ اپنے خاندان، بیوی بچوں اور رشتہ داروں سے اس کا کیسا سلوک ہے۔

آخر پر خاکسار نے اپنی اختتامی تقریر میں عزت مآب صدرِ مملکت اور دوسرے معزز مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔ خاکسار نے عرض کیا کہ آج کل کے دور میں پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعہ اسلام اور بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں غلط پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے۔ خاکسار نے جماعت احمدیہ کا تعارف کرواتے ہوئے اسلام کی امن پسند تعلیمات بیان کیں۔ نیز یہ بھی بتایا کہ جماعت احمدیہ اپنی عالمگیر روحانی لیڈرشپ یعنی خلافتِ احمدیہ کی قیادت میں پوری دنیا میں اسلام کی پُرامن تعلیمات کی تبلیغ کر رہی ہے۔ پوری دنیا میں جماعت احمدیہ اپنے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ’’وطن سے محبت ایمان کا حصہ ہے‘‘ اپنے اپنے ملک کی تعمیر و ترقی میں حصّہ لیتی ہے۔ اس تقریر کے بعد عزت مآب صدرِ مملکت کی خدمت میں قرآنِ کریم کا نسخہ، لائف آف محمد (Life of Mohammad) اور خوشبو کا تحفہ پیش کیا گیا اور دُعا ہوئی۔ دعا کے بعد حاضرینِ جلسہ کی خدمت میں ظہرانہ پیش کیا گیا۔

شاملین جلسہ

جلسہ کی کوریج :

اس جلسہ کی کوریج کے لئے فجی کے الیکٹرانک میڈیا اور پرنٹ میڈیا کے نمائندگان موجود تھے۔ فجی کے نیشنل ٹی وی Fiji One اور FBC TV نے اپنی مین نیوز میں دو دن اِس جلسہ کی باتصویر خبریں نشر کیں۔ احبابِ جماعت کے مختصر انٹرویو بھی دکھائے۔

مختلف ریڈیو کے نمائندگان بھی اِس جلسہ کی رپورٹنگ کے لئے آئے ہوئے تھے۔ ویسٹرن ریجن کے ایک ریڈیو اسٹیشن نے براہِ راست اِس جلسہ کی کارروائی بھی نشر کی۔

الحمد للہ اخبارات Fiji Times اور Fiji Sun میں بھی جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شہ سُرخیاں شائع ہوئیں۔ چونکہ اِس جلسہ کے مہمانِ خصوصی عزت مآب صدرِ مملکت تھے اِس لئے اخبار Fiji Sun کے نمائندے جلسہ سے ایک دن پہلے بھی آئے اور جلسہ کی تیاریوں کے متعلق باتصویر خبر نشر کی۔ اور صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ کا انٹرویو بھی شائع کیا۔

معزز مہمانوں کی Review of Religions کی نمائش کے سامنے ایک تصویر

حاضری :

جماعت احمدیہ فجی کی 53 سالہ تاریخ میں پہلی دفعہ کسی جماعتی تقریب میں سربراہِ مملکت شامل ہوئے۔ الحمد للہ۔ صدرِ مملکت کی موجودگی کی وجہ سے مہمانوں کی ایک بڑی تعداد اِس جلسہ میں شامل ہوئی۔ نیز ایک بھاری تعداد گورنمنٹ آفیسرز کی بھی شامل ہوئی۔ مثلاً منسٹری آف ایجوکیشن، منسٹری آف ہیلتھ، منسٹری آف ٹرانسپورٹ، منسٹری آف سوشل ویلفئر، منسٹری آف لیبر اور منسٹری آف ڈیفنس کے افسران۔ مختلف ممالک کے ہائی کمشنرز اور ایمبیسڈرز کو بھی دعوت دی گئی تھی۔ الحمد للہ کہ امریکہ، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، فرانس اور انڈیا کے ہائی کمشنرز کے نمائندگان کے علاوہ

باقی رپورٹ صفحہ نمبر 8 پر ملاحظہ فرمائیں